5498

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ن' قطب العالم'

فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

ـمدّ افضل

نظامی ، قلندری

رحمۃ اللہ علیہ

ل سرکار

پبلشرز:

چشتیہ صابریہ عارفیہ

۶۷- اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی بلاک ۷/۸ - کراچی

نام کتاب — — — یادِ کربلا
ترتیب و پیشکش —— حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی
ناشر — — — حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تعداد	تاریخِ اشاعت
۴۰۰۰	ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ فروری ۲۰۰۳ء

81082

e.mail:arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

فہرست

1 - مناجات ———— 4

2 - اظہارِ تشکر ———— 6

3 - گزارش ———— 7

4 - تصویر مقامِ سرِ انور سید الشہدا حضرت امام حسینؓ ———— 8

5 - تصویر روضۂ انور سید الشہدا حضرت امام حسینؓ ———— 9

6 - تصویر مزار شریف جس میں سولہ شہدائے کربلا کے سرِ مبارک دفن ہیں 10

7 - نقشۂ میدان کربلا ———— 11

8 - حسینؓ ابن حیدرؓ پہ لاکھوں سلام ———— 12

9 - السلام اے شمع اہل بیت ———— 16

10 - عاشورہ (ارشادات حضرت خواجہ شاہ محمد افضل سرکارؒ ۱۹۹۴ء) 18

11 - سید الشہدا سیدنا حضرت امام حسینؓ
(ارشادات حضرت خواجہ شاہ محمد افضل سرکارؒ ۱۹۹۷ء) ———— 45

12 - ذکرِ شہادت ———— 95

Marfat.com

مناجات

اے اللہ کریم ! ہم گناہ گار و خطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پُکارا، تُو نے ہماری پُکار اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تُو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے ڈرتے ڈرتے "یادِ کربلا" کے عنوان سے اس موضوع پر اپنے مُرشد شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم، فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ، حضرت خواجہ شاہ مُحمّد افضل قادری، چشتی (صابری، نظامی)، قلندری المعروف "افضل سرکار" رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اب یہ تیری بارگاہِ عالیہ میں نذر ہے۔ اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین ! جو جو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔

Marfat.com

میرے پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اور پنجتن پاک کی محبّت عطا فرما۔ یا اللہ! جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کرلے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالمِ حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرکے کلام پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک (صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اُس سے راضی ہوجائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلاتے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر وفکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانی

Marfat.com

گزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجئے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

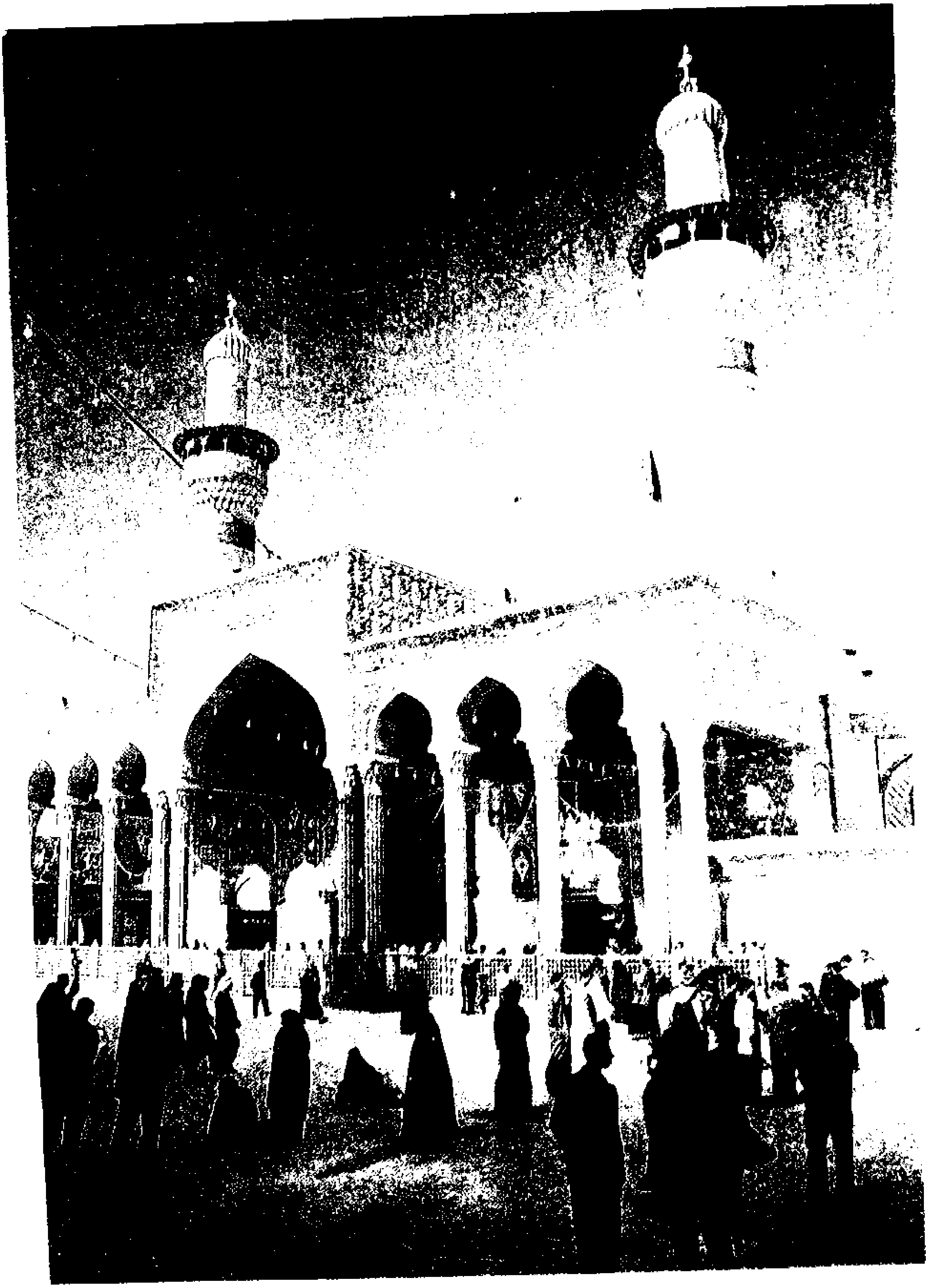

روضۂ انور سیّدالشہدا حضرت امام حسین علیہ السّلام، کربلا، عراق۔

Marfat.com

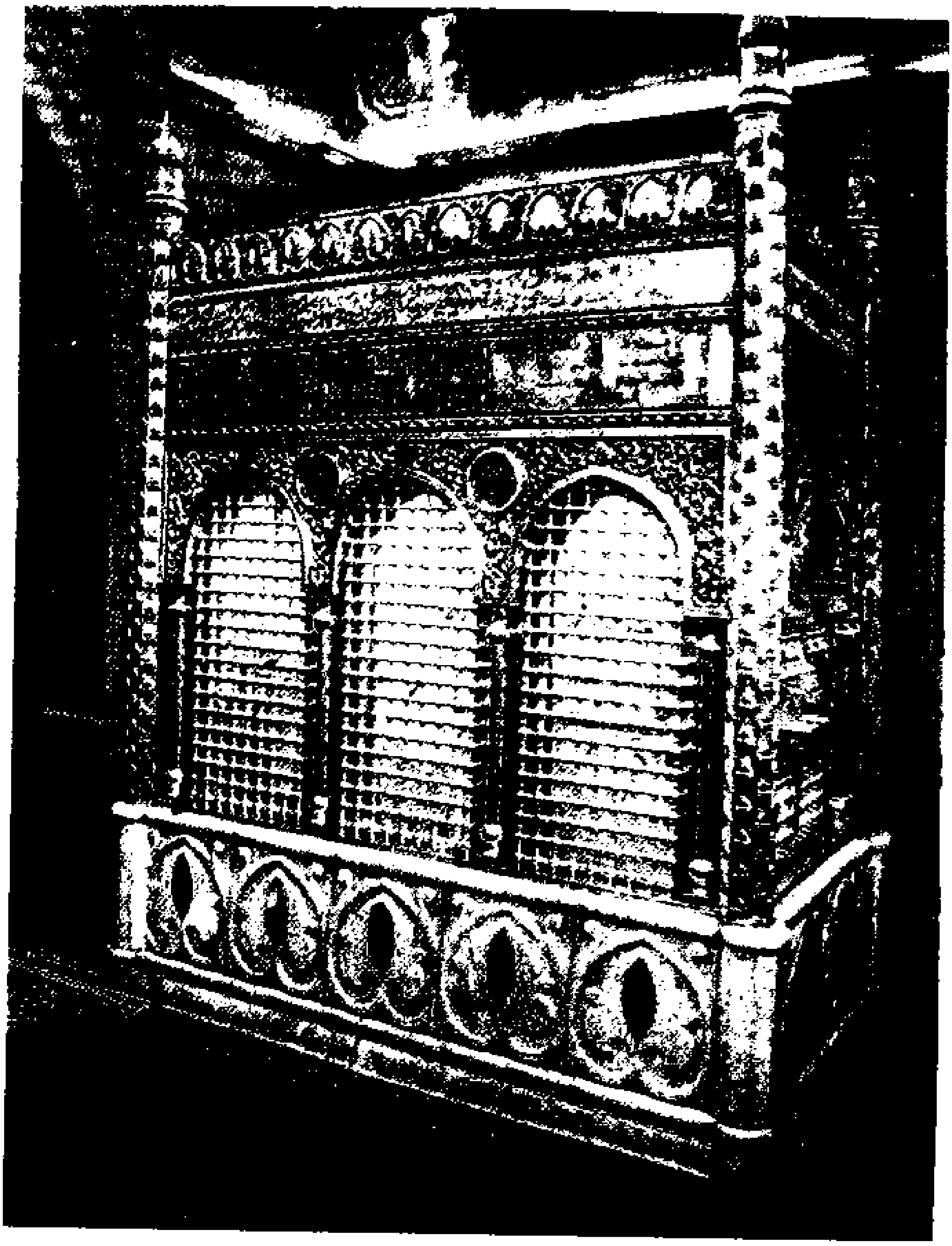

مقامِ سرِ انور
سیّد الشہدا
حضرت
امام حسین
علیہ السّلام
مسجدِ اموی،
دمشق،
ملکِ شام

جالیوں کے باہر اور اندر کے منظر

Marfat.com

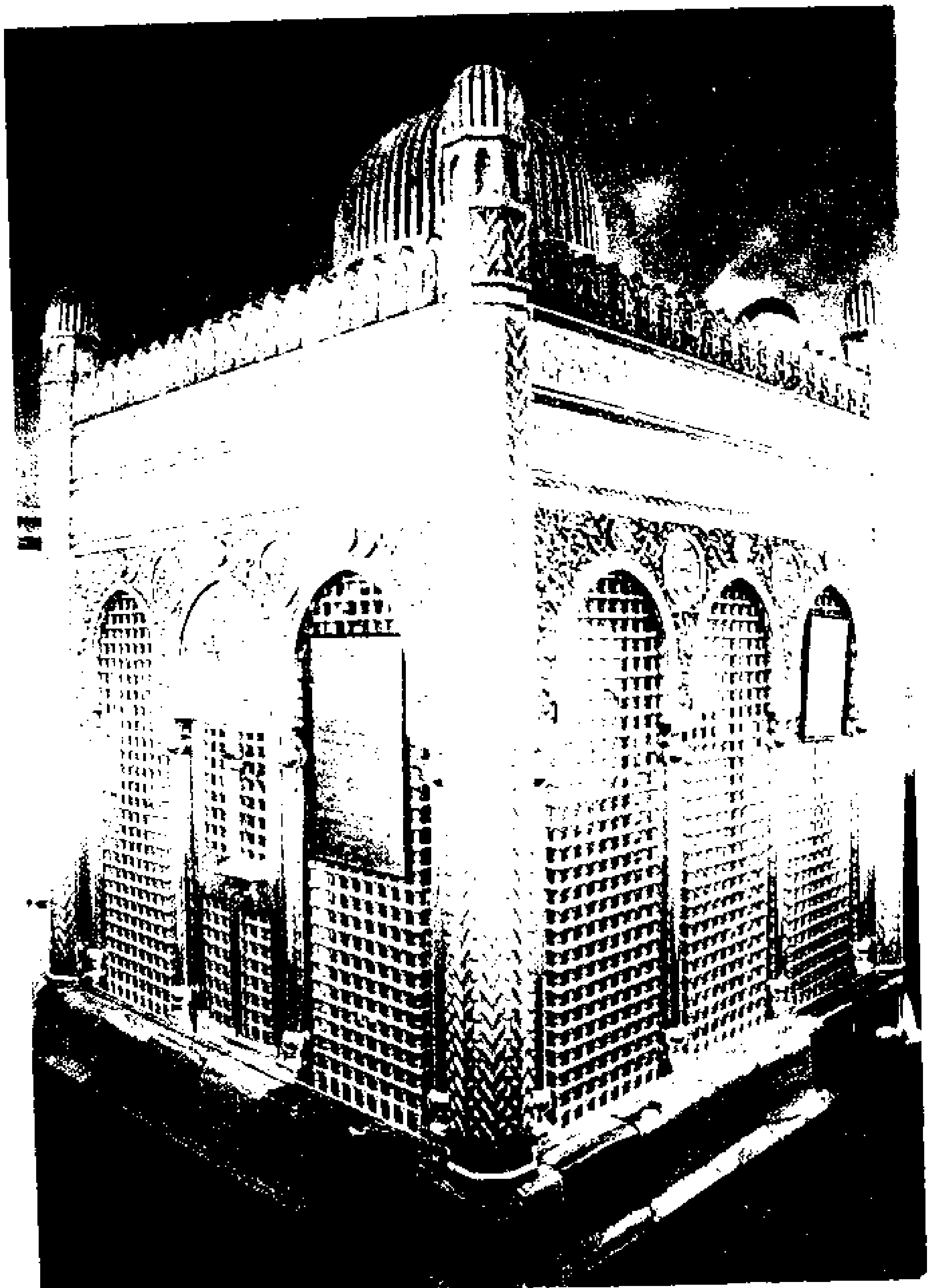

دمشق ملک شام میں وہ مزار جہاں سولہ (16) شہدائے کربلا
کے سر مبارک دفن ہیں

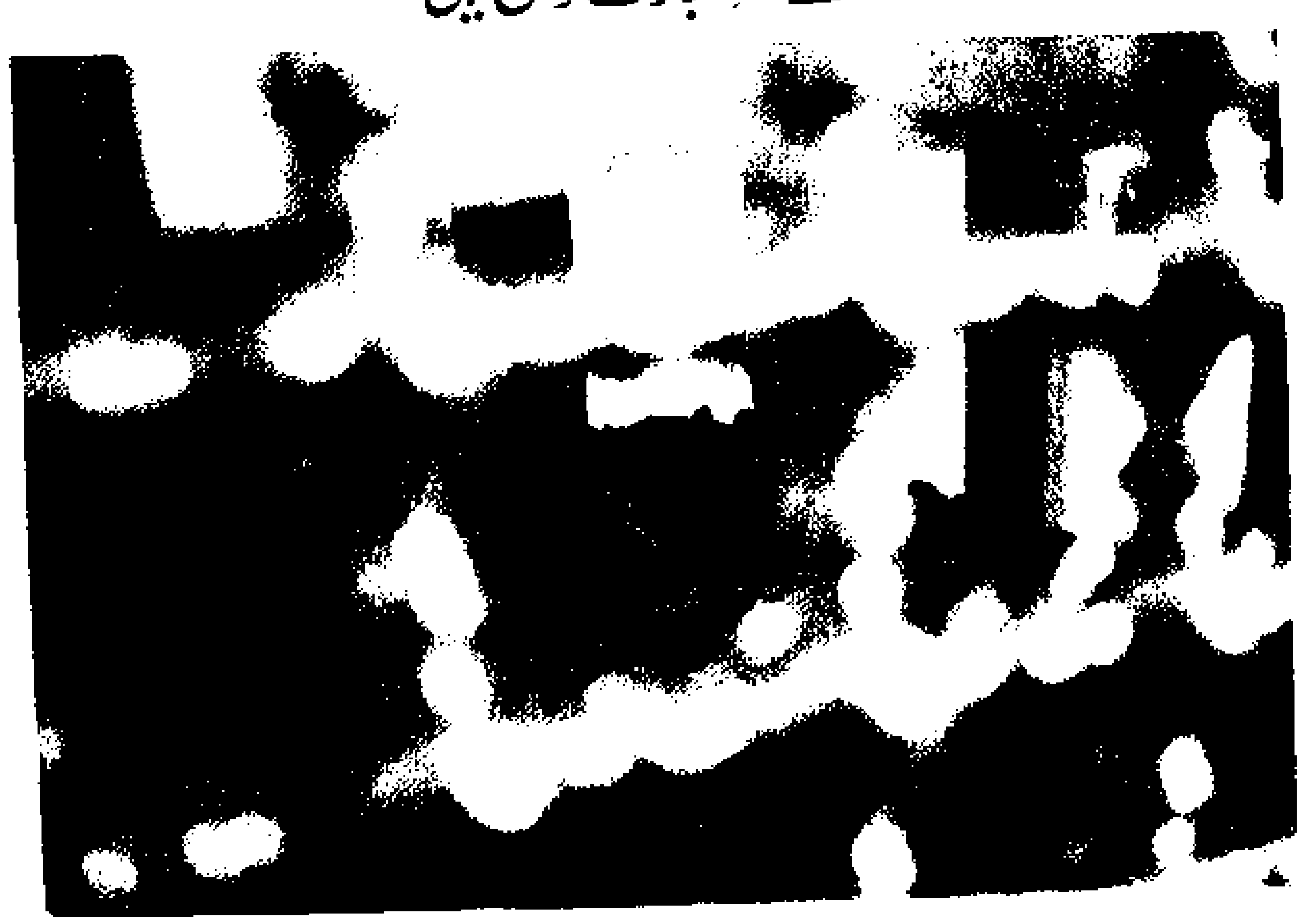

جالیوں کے اندر کا منظر۔ لحد پر سولہ (16) عمامے رکھے ہیں

سولہ (16) شہدائے کربلا

1 سیّدنا ابوبکر
2 سیّدنا عمر
3 سیّدنا عثمان
4 سیّدنا عباس علمدار
5 سیّدنا جعفر
6 سیّدنا عبداللہ
7 سیّدنا محمّد بن علی المرتضیٰ
8 سیّدنا جعفر
9 سیّدنا عبداللہ بن عقیل
10 سیّدنا محمّد بن مُسلم
11 سیّدنا حبیب ابن مظاہر
12 سیّدنا عون بن عبداللہ بن جعفر طیّار
13 سیّدنا حُر بن یزید
14 سیّدنا علی اکبر
15 سیّدنا عبداللہ بن الحسین
16 سیّدنا قاسم بن الحسن

Marfat.com

تفصیلات میدانِ کربلا

1 مرقد الامام الحسینؑ
2 مرقد العباسؑ
3 حبیب بن مظاہر- الجناح الایسر
4 بنی ہاشم - قلب الجیش
5 زہیر بن القین الجناح الایمن
6 مخیم اہل البیتؑ
7 مرقد الحر بن یزید الریاحی
8 خیمۃ الحر بن یزید الریاحی
9 طریق کربلاء- الکوفہ- دمشق
10 قریۃ العاضریۃ
11 جسر یوری الی الکوفہ
12 التل الزینبی
13 البیئر الذی حفرہ العباس
14 الخندق المحیط بالمخیم
15-19 جیش عمر بن سعد
20-28 احتیاطی جیش یزید
29 شمر بن ذی الجوشن مع جیشہ
30 خیمۃ الشمر الملعون
31 حجار بن ابجر مع جیش کبیر
32 خیمۃ عمر بن سعد
33 نہر الفرات

نقشہ میدانِ کربلا

نقشہ عراق

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حسینؓ ابنِ حیدرؓ پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
دین و ملت کے رہبر پہ لاکھوں سلام
اس حسینؓ ابنِ حیدرؓ پہ لاکھوں سلام

جن کے نانا ہیں سردارِ کل انبیاء علیہ السلام — جن کی اماں ہیں خاتونِ خیر النساء رضی اللہ عنہا
جن کے بھائی ہیں صابر حسنؓ مرتضیٰ — جن کے فرزند ہم شکلِ خیر الوریٰ ﷺ
راہِ حق کے مسافر پہ لاکھوں سلام
اس حسینؓ ابنِ حیدرؓ پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس نے انگلی سے چشمے کو پیدا کیا — جس نے حُر سے دلاور کو شیدا کیا
کربلا میں بھی نام جس نے روشن کیا — جس نے جنت میں اُمت کا مسکن کیا
ذات اعلیٰ مظاہر پہ لاکھوں سلام
اس حسینؓ ابنِ حیدرؓ پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

ان کی عزت کا ہر دِل پہ سکہ جما   انکی صورت کا آنکھوں میں نقشہ کھنچا
ان کی ہمت شجاعت کا ڈنکا بجا   ان کے سر پہ شفاعت کا سہرا سجا

ایسے نوشہ خوش تر پہ لاکھوں سلام
اس حسین (رضی اللہ عنہ) ابنِ حیدر (کرم اللہ وجہہ) پہ لاکھوں سلام
مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جبکہ میداں میں آئے شہہ کربلا   کانپ اُٹھے انکی دہشت سے ارض وسماء
غُلغُلہ سارے کفار میں ہوگیا   آج شمشیر زن ہیں وہ شیرِ خدا

شانِ اللہ اکبر پہ لاکھوں سلام
اس حسین (رضی اللہ عنہ) ابنِ حیدر (کرم اللہ وجہہ) پہ لاکھوں سلام
مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

کس کی طاقت تھی جو سامنے آسکے   ٹوٹ جاتے قدم وہ جو آگے بڑھے
تھا مگر حق سے شاہ نے جو وعدہ کیا   اس کو صبر و تحمل سے پورا کیا

جاں نثار و بہادر پہ لاکھوں سلام
اس حسین (رضی اللہ عنہ) ابنِ حیدر (کرم اللہ وجہہ) پہ لاکھوں سلام
مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ بدایت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

نعمتیں اُنکو دونوں جہاں کی ملیں کیا فضیلت انہیں رَبِّ سُبحاں نے دی
ہوں گے محشر میں کوثر کے مالک امام اپنے پیاروں کو دینگے وہ بھر بھر کے جام

دینے والے دلآور پہ لاکھوں سلام

اس حسین رضی اللہ عنہ ابنِ حیدر رضی اللہ عنہ پہ لاکھوں سلام
مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس نے حق کربلا کا ادا کر دیا اپنے نانا کا وعدہ وفا کر دیا
گھر کا گھر سب سُپردِ خدا کر دیا بیعتِ فاسق نہ کی، سر فدا کر دیا

دین و ملت کے رہبر پہ لاکھوں سلام

اس حسین رضی اللہ عنہ ابنِ حیدر رضی اللہ عنہ پہ لاکھوں سلام
مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جن کو بیٹھے بٹھائے ستایا گیا جن کو دھوکے سے کوفے بلایا گیا
جن کی گردن پہ خنجر چلایا گیا جن کے بچوں کو پیاسا رُلایا گیا

اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلبر پہ لاکھوں سلام
اس حسین رضی اللہ عنہ ابنِ حیدر رضی اللہ عنہ پہ لاکھوں سلام
مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

یہ کون ہیں؟۔ یہ بالیقین حسینؓ ہیں۔ نبیؐ کے نورالعین ہیں
لباس ہے غبار سے اٹا ہوا۔ تمام جسمِ نازنیں، چھدا ہوا، کٹا ہوا

اس شہیدوں کے دُولھا پہ لاکھوں سلام
اس حسینؓ ابنِ حیدرؓ پہ لاکھوں سلام
مصطفٰےؐ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شاہ است حسینؓ بادشاہ است حسینؓ
دیں است حسینؓ دیں پناہ است حسینؓ
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا اِلٰہ است حسینؓ

دین و ملت کے رہبر پہ لاکھوں سلام
اس حسینؓ ابنِ حیدرؓ پہ لاکھوں سلام
مصطفٰےؐ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلسَّلام اے شمعِ اہلِ بیت

اَلسَّلام اے شمعِ اہلِ بیت، مردِ حق، شہیدِ کربلا
اَلسَّلام اے نورِ چشمِ مصطفٰے ﷺ و مرتضٰی رضی اللہ عنہ
اَلسَّلام اے راحتِ جانِ دلِ خیرُ النّساء رضی اللہ عنہا
اَلسَّلام اے مشکلاتِ دین کے مُشکل کُشاء
آئے ہیں فریاد لے کر تیرے در پر یا حُسین رضی اللہ عنہ
اب کہیں تیرے غلاموں کو نہیں آرام و چین

عالمِ اسلام پر چھائی ہے پھر غم کی گھٹا
کل زمانہ آج دُشمن ہو گیا اِسلام کا
ہو گئے ہیں خلق میں شمر و یزید جا بجا
واقعاتِ کربلا پھر ہو رہے ہیں رُونما
خیر ہو شاہِ دوعالم دین اور ایمان کی
ہے پریشاں حال امّت تیرے نانا جان کی

یاد ہے دنیا کو اب تک تیری خونی داستاں
کربلا میں جو ہوا صبر و رضا کا امتحاں
تین دن تک بھوکا پیاسا ہی رہا کل خانداں
جور و اِستبداد کی لیکن اڑا دیں دھجّیاں
آج تک اِسلام کو ہے فخر تیری ذات پر
جان دی بیعت نہ کی لیکن یزیدی ہاتھ پر

اِک طرف حق کے فدائی تھے بہتّر جاں نثار
دوسری جانب سپاہِ شام تھی اسّی ہزار
ہاتھ سے چھوٹا نہ تیرے دامنِ صبر و قرار
آخری دم تک نہ چھوڑا سجدۂ پروردگار

Marfat.com

ہم نہ بھولیں گے شہہ دیں شانِ ایمانی تیری
یوں ذبیح اللہ سے ملتی ہے قربانی تیری

کر دیا تو نے فدا راہِ خدا میں مال و جاں
سب بھتیجے، بھانجے، عباس رضی اللہ عنہ و قاسم رضی اللہ عنہ سے جواں
نذر حق کی کر دیا اکبر رضی اللہ عنہ سا فرزندِ جواں
دوسرا ننھا سا اصغر رضی اللہ عنہ شیر خوار و بے زباں
کربلا میں لاج رکھ لی تو نے ہی اسلام کی
اس لئے بجتی ہے نوبت آج تیرے نام کی

سہہ کے یہ ظلم وستم اے سرورِ دنیا و دیں
فرق کچھ شانِ عبادت میں تیری آیا نہیں
بہرِ سجدہ زخم کھا کر بھی جھکی تیری جبیں
آفریں بر ہمتِ مردانِ تو، آفریں!
محوِ حیرت تھے فرشتے بھی تیری اس شان پر
دو جہاں قربان تیرے جذبۂ ایمان پر

ہر بلا میں لیں گے ہم تیری مصیبت سے سبق
صبر و تسلیم و رضا، شانِ عبادت سے سبق
غیرتِ اسلامی و شانِ حمیت سے سبق
وقت آئے گا تو ہم لیں گے شجاعت سے سبق
یا حسین علیہ السلام! ہے آستانے پر تیرے عرضِ کرم
دور ہوں سب عالمِ اسلام سے رنج و الم
آئے ہیں فریاد لے کر تیرے در پر، یا حسین علیہ السلام
اب کہیں تیرے غلاموں کو نہیں آرام و چین

Marfat.com

عاشورہ

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ)

۲۱ جون ۱۹۹۴ء

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امّا بعد

عزیزانِ من!

اسلامی تاریخ میں آج کے دن کی عظمت کوئی نہیں جانتا، سوائے اللہ جلّ شانہٗ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے محترمہ رالعہ ثانی صاحبہ نے شہادت کا مفصّل بیان رات کو مکمل کر لیا۔ لہٰذا مجھے تفصیل میں زیادہ جانے کی ضرورت نہیں۔

عزیزانِ من! ہر چیز کو سمجھنے کے لئے اس چیز سے نسبت رکھنا

Marfat.com

پڑتی ہے۔ یعنی لگاؤ، محبت اور لگن۔ جب نسبت ہو جاتی ہے تو پھر نکتے خود بخود حل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ باتیں اور اسرار خود بخود منکشف ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ جوں جوں دُوئی مٹتی جائے گی۔ قلب میں یکسوئی ہوتی جائے گی۔ اور جب یکسُوئی ہوتی ہے۔ تو جان لو کہ غیر اللہ اپنا بستر بوریا باندھ کر جا رہے ہیں۔

دل کو بیت اللہ کہا گیا ہے یعنی اللہ کا گھر، مومن کے دل کو اللہ کا عرش بھی کہا گیا ہے۔ اور پھر مومن کو کعبہ شریف سے بھی افضل کہا گیا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کہیں سما نہیں سکتا مگر مومن کے دل میں سما جاتا ہے۔

اے انسان! اس سے تُو اپنی حقیقت سمجھنے کی کوشش کر، جب وہ مالکِ ارض وسماو کائنات تیرے دل کے ایک حصے میں سما سکتا ہے، تو پھر تُو خود کیا چیز ہے۔

خود قدر تو نے اپنی نہ جانی
یہ بے سوادی، یہ تیری کم نگاہی
ہر چیز مسافر، ہر چیز بے راہی
کیا چاند تارے کیا مُرغ و ماہی

عزیزانِ من! اللہ جل شانہٗ نے یہ جتنے عالم پیدا کئے ہیں، یہ بے مقصد نہیں ہیں۔ اور یہ ساری سج جو پھولوں کی رچائی بسائی ہے یہ سب حضرت انسان کے لئے ہے۔ جس کے بارے میں اس نے کہا

Marfat.com

ہے کہ یہ میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں۔ اور جس کے لئے فرشتوں کو حکم دیا کہ "جب میں اپنی رُوح آدم کے پُتلے میں پھونک چکوں تو تم سجدے میں گر جانا۔" تو سجدہ اس معزز رُوح کو تھا جس کو اللہ جل شانہٗ نے اپنی رُوح کہا۔

انسان کی رُشد و ہدایت کے لئے اللہ جل شانہٗ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔ اُن سب کا مِشن ایک ہی تھا۔ لیکن حالات ہر ایک کے جُدا جُدا تھے۔ کوئی ایک قصبے یا شہر کے لئے نبی تھا اور دوسری جگہ کے لئے دوسرا نبی تھا۔

جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے وقت میں پانچ نبی تھے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں تین۔ یہ اس لئے کہ وہ آفاقی نبی نہیں تھے۔ وہ ایک خاص شہر یا خطّے کے لئے مخصوص تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قوانین اُن کے مزاج کے مطابق آتے تھے۔

کتابیں آسمان سے صرف چار اُتریں اور صحیفے غالباً ایک سو نو کے قریب اُترے۔ صحیفے حجم میں چھوٹے ہوتے تھے۔ اُن کے ذریعہ انسان کو ہدایت ملتی رہی۔ لیکن ایک بات نوٹ کرنے کی ہے کہ ہر نبی پہ لوگوں نے ظلم کئے۔ سوائے چند ایک کے سب نے نبیوں کو جھٹلایا۔ طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں دیں۔ یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ کسی نبی کو اپنے مشن کی تکمیل میں کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ سب

Marfat.com

یہ ارمان لے کے چلے گئے۔

تیسری چیز جو اہم اور قابلِ غور ہے۔ وہ یہ کہ جہاں محبت اور عشق ہے۔ وہاں ایثار و قربانی لازم و ملزوم ہیں۔ محبت آزماتی ہے اور عشق رنگ چڑھاتا ہے۔ جب رنگ چڑھتا ہے تو رقص بھی آتا ہے اور مستی بھی آتی ہے۔ اس لئے حضرت بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کو جب کہا گیا کہ آپ کو کروٹ کے لئے تو نوکر چاہیئے۔ مگر وہاں سماع میں رات کے دو تین بج جاتے ہیں تو آپ ایک بارہ تیرہ سالہ بچے کی طرح رقص کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا ؎

شیخ نمی رقصد، عشق می رقصد

ہر جا کہ عشق است، آں جاہ رقص است

(یعنی شیخ رقص نہیں کرتا، عشق ناچتا ہے۔ (کیونکہ) جہاں عشق ہے وہاں رقص ہے۔)

عشق کے بغیر رقص نہیں آتا۔

تو تمام نبیوں پہ آزمائشیں آئیں۔ وہ امتحان میں ڈالے گئے۔ لیکن ایک چیز تھی کہ جب انہوں نے اللہ کی راہ میں قربانی دینا چاہی یا جہاد کرنا چاہا، تو اس کی تکمیل کرنے نہیں دی گئی۔ یہ رب کریم کا امر تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ آگ میں پھینکا گیا تو ایک سطحی علم اور سطحی عقل والا یہ سمجھتا ہے،

Marfat.com

کہ شاید اس کے جنتی آگ ہو نہیں! عزیزمن، وہ بہت بڑا احاطہ تھا۔ وہ بہت بڑا ایریا تھا جہاں لکڑی سے آگ جلائی گئی تھی۔ آپ کو جب پھینکا گیا، تو آپ نے بہ رضا و رغبت اور بہ خوشی اس میں چھلانگ لگائی۔ مگر رب کریم نے ان کی اس قربانی کی تکمیل نہ ہونے دی۔ اور آگ کو فوراً حکم دیا:

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ

"اے آگ ٹھنڈی ہو جا سلامتی کے ساتھ ابراھیم علیہ السلام پر۔"

بات وہیں ختم ہوگئی۔ اسی طرح جب حضرت ابراھیم علیہ السلام اپنے خواب کی تعمیل کے لئے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو (جن کی اولاد سے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔) قربانی کے لئے لے جاتے ہیں اور پھر چھری پھیرتے وقت جب چھری ان کے گلے پہ رکھی جاتی ہے۔ تو ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ:

"اے ابراہیم! آپ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔"

اور جب آپ نے آنکھوں پر سے پٹی کھولی تو دیکھا بہشت سے دنبہ موجود ہے۔ اس طرح قربانی کی تکمیل نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قربانی کی تکمیل نہیں ہونے دی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پہ چڑھایا گیا۔ لیکن ان کی قربانی کی

Marfat.com

بھی تکمیل نہ ہونے دی۔ اور ایسے حسن سے ایسے اسلوب سے آپ علیہ السلام اُٹھائے گئے کہ دوسرا آدمی سُولی پہ چڑھا ہوا تھا۔ اور آپ کو آسمان پہ اٹھا لیا گیا تھا۔

غرضیکہ جب یہ کائنات ہست و بود کی گردان میں آئی، اس وقت سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے سنہرے زمانے تک نبیوں نے قربانی دی۔ اور اب حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھی دی، آپ کی آل نے بھی دی۔ مگر فرق کیا تھا؛ فرق یہ تھا کہ جتنے نبیوں نے بھی قربانی دی، وہ انفرادی قربانی تھی۔ یا انفرادی جہاد تھا، شخص واحد کا۔ اگر جہاد اجتماعی تھا تو یہ سعادت، یہ شرف اللہ تعالیٰ نے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو عطا کیا۔ آپ کے نواسوں کو کیا کہ جن کے قافلے میں جو سب سے چھوٹا تھا وہ چھ ماہ کا تھا اور سب سے بوڑھی خاتون جو تھیں وہ ستر برس کی تھیں۔

عزیزانِ من! جب تک عظمتِ رسُول نہیں مانو گے، عظمت اہلِ بیت سے آگاہ نہیں ہو گے۔ اور یاد رکھو، جس دل میں اہلِ بیت کی محبت نہیں، اس کا انجام مشکوک ہے۔ کیونکہ اس کا ایمان ناقص ہے۔

میرے رُوحی عزیزو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثمر دیا ہوا ہے، بچے اور بچیاں جب چھوٹے تھے، تو آپ ان کو چُومتے چُومتے تھکتے نہیں

Marfat.com

تھے۔ بچہ پریشان ہو جاتا ہو گا کہ باپ یا ماں کیوں لپٹی ہوئی ہے۔ یہ کیا تھی۔ ایسا کیوں کرتے تھے؟ یہ والہانہ پن کیوں تھا؟ یہ ایک فطری جذبہ تھا۔ یہ نعمت و رحمت الٰہی تھی جو انسان کے اندر ڈال دی۔ دودھ تو گائے بھینسیں بھی دیتی ہیں۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے آخر عورت میں دودھ کیوں رکھ دیا؟ یہ اس لئے کہ یہ جو ممتا اور محبت ہے۔ وہ اس کی تکمیل کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بڑا جو معجزہ عطا کیا۔ وہ کلام پاک کا تھا، اور آپ چلتے پھرتے قرآن تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی حیات طیبہ کو مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا۔ اب کوئی ایسا بھی ہونا چاہیے تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو زندہ احادیث بن کے دکھاتا۔ یہ کسی اور خانوادے کے بس کی بات نہیں تھی۔ یہ بہت پاکیزہ فعل تھا۔ اس کو صرف پاکیزہ نفس ہی کر سکتا تھا۔

اور وہ پاکیزہ نفوس وہی ہیں جن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے کہ یہ میرے اہل بیت ہیں یعنی سیدۃُ النساءِ العالمین سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا، مولائے کائنات، مظہر العجائب اسد اللہ غالب سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سید الشہدا، سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ۔

یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ اُس وقت کلمہ گو زیادہ تھے مخلصین

Marfat.com

بہت کم تھے۔ جونہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا طرح طرح کی شورشیں کھڑی ہونا شروع ہوئیں۔ مثلاً کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا کسی قبیلے نے کہا کہ ہم سے زکوٰۃ اگر نہ لی جائے تو ہم مسلمان رہیں گے۔ غرضیکہ ان ساری باتوں کا منشاء ہوتا گیا مگر مسلمانوں کے دلوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کی آل کی محبت کو مٹانے کے لئے ایک بہت بڑی گہری سازش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں شروع ہو گئی تھی۔

وہ سازشی کون لوگ تھے؟ وہ یہودی تھے۔ نصرانی تھے۔ ایران کے آتش پرست تھے۔ جن کو آپ نے شکست دی۔

ان کے علاوہ لات ومنات کو ماننے والے بُت پرست تھے، جن کی حکمرانی ہوتی تھی۔ انہوں نے سوچا کہ اب مسلمانوں سے نجات کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ ان کے اندر پھوٹ ڈال کے۔ ان کا بن کے، اُن سے میٹھا ہو کر، اُن کو یہ کہہ کر کہ ہم تمہارے ہیں۔ پھر چھُری مارو اُن کے دلوں میں محبتِ رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ رہے گی۔ اور جب محبتِ رسُول نہ رہے گی۔ تو اللہ کی محبت نہیں ہوگی۔ اہلِ بیت کی محبت بعد کی بات ہے۔

چنانچہ اس بنیاد پہ کام شروع ہو گیا۔

Work started - The conspiracies were being hatched and they progressed in various directions.

Marfat.com

اکام شروع ہو گیا۔ سازشیں تیار ہونے لگیں اور وہ مختلف سمتوں سے آگے بڑھ رہے تھے۔)

یہ بات نہیں تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگاہ نہیں تھے۔ آپ کو اللہ جل شانہ آگاہ فرماتا تھا۔ چنانچہ کلام پاک کے آغاز میں دوسرے گروہوں یعنی کفار وغیرہ کے لئے تو دو دو، تین تین آیات ہیں لیکن منافقوں کے لئے چودہ آیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اور کچھ لوگ ہیں (مَنْ يَّقُوْلُ) کہتے ہیں۔ (کیا کہتے ہیں؟) اٰمَنَّا بِاللّٰهِ، ہم اللہ پر ایمان لائے۔ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ اور آخرت پر (اے میرے حبیب) وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ، یہ مومن نہیں ہیں۔ (بدمعاش منافق ہیں۔)

چنانچہ ان کی ریشہ دوانیاں جب انتہا کو پہنچیں، تو مسلمان کی حیثیت سے ان کو کچھ کہا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ تو ایک دن باری تعالیٰ کا حکم آگیا کہ ان کے سب کے نام لے لے کر ان کو نکال دیا جائے۔ بلکہ وہ تو اسی وقت مسجد میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نام لیتے جاتے تھے اور انہیں نکال دیا جاتا تھا۔ تو مومنین کی اس دن گویا عید تھی۔

Marfat.com

لیکن بات ختم نہیں ہوئی۔ دو طاقتیں ہیں۔ ایک رحمٰن کی طاقت ایک شیطان کی طاقت۔ خیر بھی اس کی طرف سے ہے۔ شر بھی اس کی طرف سے ہے۔ اور شیطان کو جو طاقت ہے وہ بھی اس نے دی ہے۔ لہٰذا شیطان اپنے مریدوں کی پرورش اچھی طرح کرتا ہے۔ منافقوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اپنی کارروائی دوبارہ شروع کر دی۔

خلفائے راشدین میں سے صرف ایک خلیفہ ایسے تھے جو طبعی موت سے ہمکنار ہوئے۔ باقی سب کو شہید کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہ وار کیا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گردن مبارک کاٹ دی۔ آپ اس وقت کلام پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔ اور سورۃ بقرہ کی وہ آیت شریف تھی جس میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

" فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ (آیت ۱۳۷)

"ان کے لئے اللہ ہی کافی ہے، اور وہ سنتا ہے اور جاننے والا ہے۔"

ایک نے جب آپ کی داڑھی پکڑی۔ تو آپ نے یوں دیکھ کے کہا "آج تمہارا باپ ہوتا تو یہ نہ کرتا" اس نے داڑھی چھوڑ دی۔ پھر آپ کی زوجہ محترمہ آگے آئیں تو ایک نے بھرپور وار کیا اور ان کا ہاتھ آدھا کٹ کے نیچے گر گیا۔ خون کی چھینٹیں کلام پاک پر گریں۔ اس

Marfat.com

کے بعد انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا سر قلم کیا۔

غرضیکہ اب انہوں نے مومن بن کے کہنا شروع کیا کہ جی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آئیں۔ اُن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ "اگر میری تیسری بیٹی ہوتی۔ تو وہ بھی میں عثمان کو دے دیتا"۔ جتنی خیرات آپ رضی اللہ عنہ نے کی ہے کسی نے نہیں کی۔

یوں جھگڑے کھڑے کئے۔ اُمّ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی آمادہ کیا گیا۔ اُن کو بڑا صدمہ ہوا۔ انہوں نے بھی اعلان کیا کہ ہم بدلہ چاہتے ہیں۔

مولائے کائنات نے کہا کہ "مجھے قدم تو جمانے دو۔ ابھی تو لوگوں نے بیعت ہی لیا ہے۔ مجھے کچھ ان لوگوں کا اندازہ ہو جائے"۔ لیکن اصل چیز تو وہی تھی، یعنی سازش۔ یوں پھر جنگِ جمل بھی ہوئی (جسے اونٹ کی جنگ کہتے ہیں۔) اس میں ایک طرف ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری طرف مولائے کائنات تھے۔ پھر امیر معاویہ کے ساتھ جنگ ہوئی، جن کا لڑکا یزید تھا۔

بعض دفعہ ایسے امر ہوتے ہیں کہ جب کوئی واقعہ ہوتا ہے تو اس کی کچھ خاص اہمیت نظر نہیں آتی۔ وقت کے گزر جانے کے بعد

Marfat.com

جب اس کا تجزیہ کیا جاتا ہے، تو آدمی کہتا ہے کہ عجیب بات ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم عبد مناف کی لڑی سے تھے۔ امیر معاویہ اور یزید بھی انہی کی لڑی سے تھے۔ مناف اس لئے کہتے تھے کہ ایک مناف بُت تھا۔ جب یہ پیدا ہوئے تو اسے وہاں اس مندر میں لے گئے، اور اس بُت کی نسبت سے ان کا نام عبدالمناف رکھ دیا تھا۔ ان کے دو لڑکے پیدا ہوئے تھے جڑواں، لیکن دیکھا گیا کہ وہ جڑواں سے بھی آگے ہیں۔ یعنی پیٹھیں دونوں کی پیچھے سے جڑی ہوئی تھیں، یہ ایک بہت بڑا معمہ تھا۔ سوچا گیا کہ تلوار سے کاٹ کے ان کو الگ کیا جائے، تاکہ ایک تو بچ جائے۔ ان میں سے ایک امیہ تھا، جن کے خاندان سے یہ امیہ چلے آرہے ہیں، اور دوسرے ھاشم تھے۔ جب الگ کرنے کے لئے تلوار ماری گئی۔ تو خون تو بہا لیکن اس وقت کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ ابتداء ہے بہت بڑی خُون کی ندیوں کی۔ یہ وقت آنے کے بعد پتہ چلا۔

تو امیہ کی اولاد میں سے یزید تھا، جس نے مہمان کے خُون بہائے۔ ھاشم کا نام کچھ اور تھا۔ ان کو اس لئے ھاشم کہتے تھے کہ یہ شوربہ میں روٹی ملا کے غریبوں کو کھلایا کرتے تھے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب۔ اُن کا نام بھی کچھ اور تھا جس کا مطلب تھا "بوڑھا" کیونکہ جب وہ پیدا ہوئے تو

Marfat.com

ان کے سر کے بال سفید تھے۔ اور یتیم ہو گئے۔

ادھر بنو امیّہ سے اس طرح شروع ہوئے۔ یعنی ابو سفیان جو بعد میں ایمان لے آئے۔ جن کی بیوی ہندہ تھی۔ جو ایمان لانے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے سخت دشمن تھے۔ لیکن بعد میں ایمان لے آئی۔ ہندہ اس قدر دشمن تھی کہ جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس نے ان کا کلیجہ چبا ڈالا۔ اسی لئے اسلام لانے کے بعد بھی جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی نظر اس پر پڑتی تو فرماتے کہ اس کو میرے سامنے مت آنے دو۔ اس لئے کہ مجھے میرے چچا یاد آتے ہیں۔

بہر حال مولائے کائنات اتنے دل شکستہ ہوئے کہ آپ مدینہ چھوڑ کے کوفہ چلے گئے۔ لیکن یہودیوں کا منافق سردار عبداللہ بن اُبی بھی اُن کے پیچھے کوفہ پہنچا۔ چنانچہ ان کی بھی شہادت ہوئی۔ اصل میں لوگ مولائے کائنات کی حقیقت کو نہ پا سکے۔ نہ سیدۃ النساء کا مقام پا سکے۔ اور نہ ہی حسنین کے مقام کو۔

اس لئے میں چھوٹے چھوٹے جُملوں میں تعارف کروں گا تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ اگر نبوت ہوتی تو بعد میں انہی میں ہوتی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان میں نبوت چلی آرہی ہے، اس خاندان میں بھی چلی آتی۔ یہ اتنے پاکیزہ نفوس ہیں۔

Marfat.com

سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمہ زہرا، خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا جب آتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جایا کرتے۔ ان کی پیشانی پہ پیار دیتے اور فرماتے "اے فاطمہ! تیرے اندر سے مجھے جنّت کی خوشبو آتی ہے"

اور پاکیزگی کا یہ عالم ہے کہ عورتوں کو جو ہر ماہ بیماری ہوتی ہے، وہ اس سے پاک تھیں۔ اس لئے انہیں بتول کہا جاتا تھا۔ اب بھی بالخصوص محرم میں، جو کوئی ان کی فاتحہ باقاعدگی سے دلاتا ہے۔ تو وہ فرماتی ہیں کہ "میں جنت میں نہیں جاؤں گی جب تک اس کو ساتھ نہ لے جاؤں" یہ ہے مان ان کی۔ یہ ہے ناز ان کی جو وہ اللہ سے کرتی ہیں یعنی مغفرت کی بھی بشارتیں دیتی ہیں۔

اب ایک منٹ کے لئے مولائے کائنات کی طرف آئیے ان کا آغاز جو ہے یعنی ان کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ اختتام زندگی فجر کے وقت رمضان المبارک میں نماز پڑھنے مسجد جاتے ہیں اور مسجد کے اندر ہی وار ہوتا ہے۔

ولادت یوں ہوئی کہ طواف کے لئے لوگ جمع تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ کو درد ہوا۔ بڑی پریشان تھیں۔ غیب سے آواز آئی کہ "اندر چلے جاؤ" دیکھا خانہ کعبہ کی دیوار پھٹ گئی۔ آپ اندر چلی گئیں وہاں بیٹھ گئیں اور ولادت ہو گئی۔

Marfat.com

آپ کی والدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ " بچہ بے تین دن ہو گئے ہیں مگر آنکھ نہیں کھولی ہے۔ یعنی دنیا میں سب سے پہلے مولا نے کائنات کی جس چیز پر نظر پڑی، یا زیارت ہوئی، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخ انور تھا۔ اور پھر آپ کی جو عظمت تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ " مجھ سے آسمانوں کے راستے پوچھو، میں ان کو اس طرح جانتا ہوں جیسے کہ دنیا کے راستے "

پھر فرماتے تھے کہ " جب میں سجدہ کر چکتا ہوں، تو دوسرا سجدہ اس وقت تک نہیں کرتا جب تک مجھے اپنے رب کا دیدار نہیں ہوتا " میں ان کی عظمت بتا رہا ہوں، لوگ اس کو سطحی طور پر لیتے ہیں۔ فانی چیز کی آپ کتنی تعریف کریں گے۔ فانی کو تو فنا ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ " یہ میرے دو پھول ہیں " اور فرمایا کرتے تھے کہ " جو میرے اہل بیت سے محبت رکھتا ہے، مرتے وقت جب ملک الموت اس کی روح قبض کرنے آتا ہے تو اس کو پہلے بشارت دیتا ہے کہ جو تو محبت رکھتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے، اس کی بشارت یہ ہے کہ تو سیدھا جنت میں جائے گا "

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ " علی مجھ سے ہے، میں علی سے ہوں " پھر فرماتے تھے کہ " اے اللہ! جو علی سے بغض رکھے، تو بھی

Marfat.com

اس کا دشمن بن"۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے تھے کہ "اے اللہ! جو حسین سے بغض رکھے، تو بھی اس کا دشمن بن"۔

یہ میں نے چند چیزیں صرف اس لئے بیان کی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ وہ معمولی ہستیاں نہیں تھیں، ولی قطب یا ابدال۔ بلکہ یہ وہ ہستیاں تھیں جن کا نام لینے سے ہی انسان قطب، ابدال بن جائے۔ بشرطیکہ والہانہ محبت ہو۔

ان پہ طرح طرح کے مظالم توڑے گئے۔ ایک دن مولائے کائنات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ "حضور، آپ کی اُمت کی ساری سختیاں مجھ پہ ٹوٹ پڑی ہیں"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی طرف دیکھا اور فرمایا: "دعا کرو"۔ آپ نے ان کے سامنے دُعا کی کہ "اے اللہ! مجھے ان سے نجات دے اور ان کو مجھ سے بدتر حاکم عطا کر"۔ چنانچہ تین چار روز کے بعد آپ کا انتقال ہوا، اور اس کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہوا۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے کُل آٹھ ماہ اور کچھ دن، تو ایک طوفان مچا ہوا تھا، آپ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں فرمایا تھا کہ "یہ میرا بیٹا جو ہے، یہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا"۔

امیر معاویہ کی یورش اپنی جگہ۔ دیکھئے کمال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے قریب ترین صحابی تھے۔ کیونکہ یہ وحی لکھا کرتے تھے یعنی کاتب وحی تھے۔ اور جب اقتدار کی بات آئی تو اس وقت انہوں نے بیعت نہیں کی۔ بہرحال یہ ان کا حق تھا جو اس نے استعمال کیا۔ اس پہ تو مفتیان دین وغیرہ ہی کچھ کہہ سکتے ہیں ہمارے لئے تو یہ حکم ہے کہ "ہمارے صحابہ کے لئے زبان مت کھولو"۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بڑا خون خرابہ ہونے کا خطرہ ہے۔ آپ نے امیر معاویہ کو کہا کہ "مجھے سلطنت یا ان چیزوں کی طلب نہیں ہے۔ لیکن ہاں میں یہ نہیں چاہوں گا کہ میرے نانا کی اُمت کا خون ارزاں ہو سکے بہہ جائے۔" دوسرا یہ کہ شریعت کے لحاظ سے ان پہ کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا تھا۔ صحابی بھی تھے۔ متقی، پرہیزگار ساری چیزیں تھیں۔

یزید البتہ بدکار تھا، شرابی تھا، حتیٰ کہ اپنی سوتیلی ماں اور سوتیلی بہن پر بھی ظلم کرتا تھا۔ یہ تو صحیح معنوں میں پلید تھا۔

خیر معاملہ طے ہو گیا۔ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے مسجد میں اعلان کیا کہ " میں مسلمانوں کی بہتری کے لئے خلافت سے دست بردار ہوتا ہوں۔" یہ جو امام عالی مقام نے فرمایا کہ " میں دست بردار ہوتا ہوں"۔ اس کا کیا فلسفہ تھا۔ فلسفہ یہ ہے کہ ایثار و قربانی کا تقاضا تھا۔ جو چیز آپ کے لئے مشکل تھی وہ دنیا تھی۔ کیونکہ اس کی تو کوئی رتی بھی

Marfat.com

یہاں نہیں تھی۔ ان کے قلوب میں تو غیر اللہ والی کوئی چیز ہی نہیں تھی۔ اگر یہ تخت پہ بھی بیٹھتے تب بھی خدمتِ خلق کے لئے بیٹھتے۔ لہٰذا آپ نے فرمایا کہ "اگر تم اقتدار کو بہتر سمجھتے ہو تو میری بلا سے"۔ آپ دست بردار ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے مزاحمت بھی کی، لیکن میں فلسفہ بتا رہا ہوں۔ فلسفہ یہی تھا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اکثریت اگر اُدھر ہے تو پھر مومنوں میں خون بہانے کا کوئی جواز نہیں۔ یا تو اکثریت آ کے مجھے کہے کہ آپ امیر المومنین ہیں۔ لیکن یہ بات بھی نہیں ہے۔ ابھی چند سے محدود سے ہیں۔ اس پہ اگر دو چار، یا آٹھ دس ہزار آدمی کو لے کے جنگ کی جائے۔ ٹھیک ہے، جنگ تو ہو گی لیکن یہ مناسب نہیں"۔ یہ تھا ان کا فلسفہ، یعنی

Not to shed blood and to keep the peace at all cost, even if it hurts the ego - because you are servant of Allah and not a servant of the servant of Allah, nor a sevant of your desires (NAF)

(خون نہ بہانا اور ہر قیمت پر امن کو برقرار رکھنا چاہے اس سے انا کو تکلیف پہنچے۔ اس لئے کہ آپ اللہ کے بندے ہیں۔ آپ کسی اللہ کے بندے کے غلام نہیں۔ اور نہ ہی آپ اپنے نفس کے غلام ہیں۔)

Marfat.com

یہ قربانی سوائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے کوئی اور دے نہیں سکتا۔ اور انہوں نے ہی دے کر دکھا دی۔ فلسفہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک دفعہ پھر اسلام کو گھن لگ گیا۔ فتوحات تو بڑی ہوئیں لیکن چونکہ ملوکیت یا بادشاہت آگئی تھی تو اس کے اندر برکت نہیں رہی اس لئے ظلم کا دوسرا نام بادشاہت ہے۔

تو اب ضرورت محسوس ہوئی کہ اپنے نانا جان کے دین کو پھر استوار کیا جائے۔ جب صلح نامہ ہوا تو امیر معاویہ نے یہ بھی شرط لکھی تھی کہ میرے وصال کے بعد آپ خلیفتہ المومنین ہوں گے۔ لیکن اندر سے کوشش یہ تھی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو راستے سے ہٹا دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو زہر دیا گیا اور وہ زہر اتنا مہلک تھا کہ آپ کو جب قے ہوتی تھی تو جگر کے ٹکڑے نکل آتے تھے۔ جب آپ کا آخری وقت قریب آیا تو حضرت امام حسینؓ رو رو کے عرض کرتے کہ "بھائی آپ مجھے بتاتے کیوں نہیں کہ آپ کو کس پہ شک ہے"؟ آپ فرماتے "میں کیا بتاؤں۔ یا تو میں اس چیز کو دیکھوں، جانوں، میرے پاس ثبوت ہو، ویسے ہی میں کسی بے گناہ کا نام لے لوں اور آپ اسے موت کی سزا دیں، یہ میں نہیں کر سکتا۔"

ذرا آپ غور کریں۔ حدیث نبوی اٹھائیں معرکہ کربلا کو دیکھیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کی زندگی کو دیکھیں۔ سیدۃ النساء العالمین، فاطمہ زہرا

Marfat.com

کی زندگی کو دیکھیں۔ مولائے کائنات کی زندگی کو دیکھیں۔ تو تقریباً جتنی بھی احادیث ہیں انہوں نے اس پہ عمل کر کے دکھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ مبارکہ تو قرآن کی تفسیر تھی۔ اور ادھر فلسفہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث پر بھی عمل کر کے دکھاؤ۔ یہ دونوں وحی تھیں۔ ایک وحی میں مضمون بھی اللہ تعالیٰ کا تھا اور الفاظ بھی اللہ کے تھے۔ دوسری وحی میں مضمون اللہ تعالیٰ کا تھا اور الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے تھے۔ وحی دونوں تھیں۔

سوال کوئی کرے کہ کیوں؟ سورۂ نجم پڑھو۔ صاف لکھا ہوا کہ ”آپ (صلی اللہ علیہ وسلّم) تو اپنے نفس سے کوئی بات ہی نہیں کرتے“۔ بات ختم ہوگئی، مُہر لگ گئی۔ دین کی جہاں تک بات ہے، آپ اپنے نفس سے قطعی کوئی بات نہیں کرتے۔ It s confirmed (یہ تصدیق شدہ ہے۔) اب جو اس میں شک کرے وہ کافر ہے، ملحد ہے۔

تو چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے عملی طور پر کیا۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ اتنی فتوحات ہوتیں (مالِ غنیمت) مگر رات کو گھر خالی ہوتا، کچھ بھی نہیں رہتا۔ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ایک سو گھرانے ماتم کر رہے تھے۔ جب معلوم کیا تو پتہ چلا کہ اُن کے تمام اخراجات آپ خاموشی سے برداشت کرتے تھے۔ کیا کوئی ایسی سخاوت کرے گا؟

Marfat.com

سخاوت میرے آقا کے گھر میں تھی۔ عدالت میرے آقا کے گھر میں تھی۔ شجاعت ان کے گھر میں تھی۔ شہادت اُن کے گھر میں۔ صداقت اُن کے گھر میں۔ سب ان کے ہاں۔ کون سی چیز تھی جو وہاں نہیں تھی اور اس کا مظاہرہ نہیں کر کے دکھایا۔

عزیزانِ من! آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ آپ بھی شہید ہوئے۔ شہادت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک خفی، ایک جلی۔ خفی وہ جس میں کسی نے زہر دے دیا۔ یعنی اس طرح مار دیا کہ پتہ ہی نہیں چلا۔ اور جلی وہ ہے جو ظاہر ہو یعنی میدانِ جنگ میں۔ تلوار چمک رہی ہے اور شہادت نصیب ہوئی۔

کوفے کے تقریباً چالیس ہزار آدمیوں نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو خطوط پہ خطوط لکھے کہ اس یزید، ناپاک بلید سے ہمیں بچائیے۔ ہمارے دین کو بچائیے۔ آپ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ خانوادۂ رسول کے جانشین ہیں۔ ہماری طرف دیکھیں۔ دین ڈوب رہا ہے۔ ہم ڈوب رہے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مسلم کو بھیجا کہ جا کے صحیح صورت حال معلوم کریں۔ آپ کو معلوم تھا کہ انہوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ساتھ تو دیا نہیں۔ یہ بہادر کہاں سے آ گئے۔ جب حضرت مسلم وہاں پہنچے تو چالیس ہزار کے قریب آدمیوں نے بیعت کی۔ انہوں نے حضرت امام حسین

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کو خط لکھ دیا کہ یہاں کے لوگوں کا تو یہ حال ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ یہ خط پڑھ کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ آپ کے ہمراہ پورا ایک قافلہ تھا۔

پھر جو واقعات رُونما ہوئے وہ رابعہ محترمہ نے بیان کئے۔ One to all (سب کے سب) جو کچھ وہاں بیتی۔

جب آپ رضی اللہ عنہ پہنچے تو ایک شخص بھی نہیں تھا حتیٰ کہ یزید کے نمائندے کے سامنے انہوں نے کہا کہ ہم نے تو کوئی خط نہیں لکھے۔ آپ جب وہ تھیلے کے تھیلے لے کے گئے تو کہا کہ "یہ تو ہمارے خط ہی نہیں"۔

میں فلسفہ کی طرف آرہا ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تو آگ روک دی۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی یلغار سے بچالیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو سُولی سے بچالیا۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا۔ تو آخر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کو کیوں نہیں بچایا؟ دراصل یہ عاشق و معشوق کے درمیان ایک رمز ہے۔ دُنیا کا معشوق عاشق کو آزماتا ہے۔ محبوب اپنے محب کو آزماتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ آزمائش ہر شخص کی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے۔

عزیزانِ من! اللہ تعالیٰ کے بعد اگر کوئی ہستی ہے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ " نہ تھی کوئی چیز مگر تھا میں"۔

Marfat.com

اور پھر ارشاد فرماتا ہے " میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا جب میں نے چاہا کہ جانا جاؤں، تو میں ظاہر ہوا۔"

پھر یہ بھی حدیثِ قدسی ہے کہ " اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے حبیب، اگر تم نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ " یعنی میری مثل کوئی نہیں۔" اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں کہ " کون ہے تم میں جو میری مثل ہے۔"

عزیزانِ من! جب باتیں راز کی ہوں، تو ہر شخص اپنی استطاعت اور توفیق، عقل اور سمجھ، اور اپنے نفس کی صفائی کے مطابق اُن کو سمجھتا ہے۔ لہٰذا یہ ایک بہت بڑی آزمائش رکھی گئی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے اس منظر کو سامنے لاؤ۔ خدانخواستہ آپ کے بچے پہ یہ بیتے، تو کیا ہو۔ لیکن وہاں یہ بات نہیں تھی۔ میرے آقا کو سب خبر تھی۔

ابھی سیّدنا حسین ننھے ننھے نونہال تھے کہ ایک دن جبرائیل علیہ السلام آئے اور یوں مٹی دکھا کے کہا " اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ کے پیارے نواسے کو آپ کی اُمّت ذبح کرے گی، آپ کے اہل بیت کو ذبح کرے گی۔"

اب جان لو کہ وہ لب جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بوسے دیتے تھے اور وہ نواسہ کہ جب نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر

Marfat.com

سوار ہوئے تو آپ نے سجدہ لمبا کر دیا۔ اور اس سجدے میں یاد ہے کتنی تسبیحیں پڑھیں؟ ۷۲ تسبیحیں پڑھیں۔ کیونکہ حضرت جبرائیل فرما رہے تھے کہ "سجدہ کو لمبا کیجئے حسینؓ آپ کی پیٹھ پر ہیں"۔ چنانچہ جب وہ ہٹے تو آپ ۷۲ تسبیحیں پڑھ چکے تھے۔ ۷۲ نفوس ہی شہید ہوئے کربلا میں۔

تو بات یہ تھی کہ اللہ جل شانہ (نعوذ باللہ من ذالک) جھوٹ نہیں بولتا۔ اور اس کا حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) نعوذ باللہ من ذالک۔ جھوٹ نہیں بولتے۔ تو جب اللہ نے فرما دیا کہ ایسا ہوگا۔ قضا و قدر کے تیر چلیں گے۔ اور ہم آپ کے تسلیم و رضا کا امتحان بھی لیں گے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بتا بھی دیا کہ میری اُمت یہ ظلم کرے گی۔ تو پھر اللہ کا قانون بدلتا ہوا نہیں پاؤ گے۔ یہ واقعہ ہونا تھا۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا جانا تھا۔ آپ وہاں پہنچے، یہ رضائے الٰہی وہیں پوری ہونی تھی۔

امام عالی مقام جس بے جگری سے لڑے، آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ جو مظالم توڑے گئے ان کی تفصیل تو آپ سُن چکے ہیں میں یہاں ایک چھوٹا سا سوال کرتا ہوں۔ کیا وہ خاکی جسد تھے جو لڑ رہے تھے یا نوری جسد تھے؟ اگر کوئی کہے کہ خاکی جسد تھے تو میرا سوال ہے کہ تین دن کی بجائے تم ایک دن بھوکے پیاسے رہ کے لڑائی لڑو۔

Marfat.com

کے دکھاؤ۔ وہاں تین دن کے پیاسے تھے۔ حلق خشک تھا۔ کچھ کھایا پیا نہیں تھا۔ پیٹ کے اندر آگ ہی آگ تھی، کیونکہ پیٹ خالی تھا۔ لیکن آپ ہم جم کے لڑے۔ آپ کی شمشیر کے متعلق فرشتے بھی عش عش کر اٹھے۔ ایک ایک وار میں آپ کئی کو گرا دیتے تھے۔ اس کے بعد سارا لشکر ٹوٹ پڑا۔ تیر وغیرہ پھینکے۔ لہٰذا گھائل ہو کے آپ گر پڑے اور آپ کا وصال ہو گیا۔

آپ کا گلا کاٹ کے نیزے پہ چڑھایا گیا۔ اہلِ بیت میں سے صرف ایک مرد بچا ہوا تھا۔ یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے امام عالی مقام امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اس لئے کہ وہ بیمار پڑے ہوئے تھے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ گئے تو شہادت پائی اور شکر ادا کیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ گئے۔ تو شہادت پائی اور صبر کیا، لیکن دونوں ثابت قدم رہے۔ یہ کھیل ختم ہو گیا۔

عزیزانِ من! اب میں آتا ہوں اُس طرف کہ اتنے نبیوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ قربانی دینے کی کوشش کی۔ تکمیل نہ ہو سکی۔ یہ تکمیل اب جا کے ہوئی اور اس کے فائدے جو اُمت کو ملیں گے، وہ سمجھ نہیں سکتے۔ میں صرف ایک فائدہ فلسفہ کے طور پر بیان کرتا ہوں۔

Marfat.com

جب دُنیا میں کسی کو قتل کیا جاتا ہے۔ تو مقتول کے ورثا کو کہا جاتا ہے کہ جتنا بھی چاہو خُون بہا لے لو۔ دیت لے لو۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر اس کو قتل کیا جاتا ہے۔ قصاص یعنی قتل کے بدلے قتل۔ جب دنیا والے اتنے ہیں، تو کیا قیامت والے دن میرا ربِ کریم دیت نہیں لے گا؟ اس دن رب کے اور اس کے محبوب کے درمیان فیصلہ ہوگا۔

رب کہے گا "میرے محبوب۔ اس کے بدلے کیا چاہتے ہو؟" اور اس کے محبوب اس کمینی اُمّت کے لئے کہیں گے "اُمتی اُمتی اُمتی"۔ اور جو کچھ بھی اُن کے ساتھ بیتی۔ اُن کے کرنے والوں کا بھی حشر دیکھا جائے گا۔

دوسرے نکات کے علاوہ یہ ایک بہت بڑا فلسفہ ہے جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے خانوادے نے آپ کی اُمّت کے لئے یہ اتنی بڑی قربانی دی ہے۔ اس کا ثمر قیامت والے دن یعنی یوم الحساب میں ملے گا۔

عزیزانِ من! آہستہ آہستہ دین کی محبت ختم ہوتی گئی۔ الحاد آتا گیا، سائنس آئی، فلسفہ آیا، عقل آئی۔ سمجھ بوجھ تیز ہوئی۔ اس کا فائدہ یا نقصان یوں سمجھو کہ مُسلمان اپنے دین سے دُور ہو گیا۔ اور اپنے دین پر نکتہ چینی کرنا وہ فخر سمجھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ واقعۂ کربلا

Marfat.com

کو ایک تاریخی واقعہ سمجھتا ہے۔

اور دیوبند کے علماء نے تو کتابیں لکھی ہیں کہ جس میں "حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ" کے ٹائیٹل بھی ہیں۔ لاہور سے بھی کتابیں چھپی ہیں۔ اور علماء نے اُسے جنتی اور پتہ نہیں کیا کیا قرار دیا ہے۔ جب عالم دین بگڑتا ہے تو یہ ظالم دین بن جاتا ہے۔

تو عزیزانِ من! ہم خوش قسمت ہیں اور بدقسمت بھی خوش قسمت اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے ہیں۔ اور بدقسمت اس لئے کہ ہمارے مُنہ سیاہ ہیں۔ کل قیامت کے روز ہم کس طرح اپنے آقا کو اپنا مُنہ دکھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اُن سب کے درجات اور مراتب میں دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ نُور کی بارشیں برسائے، اور ان کے صدقے میں ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

Marfat.com

سیّد الشہداء سیّدنا حضرت

امام حسین رضی اللہ عنہ

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی، قلندری)

المعروف "افضل سرکار"

یومِ عاشورہ ۱۸ رمئی ۱۹۹۷ء

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم نحمدہ ونصلی علی حبیبہِ الکریم

یارب صلّ وسلم دائمًا ابداً علی حبیبك خیر الخلق کلھم

ہزار بار بشویم دہن بہ مُشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

صلِّ علیٰ محمّد ، صلِّ علیٰ نبیّنا

صلِّ علیٰ محمّد ، صلِّ علیٰ شفیعنا

صلِّ علیٰ محمّد ، صلِّ علیٰ کریمنا

صلِّ علیٰ محمّد ، صلِّ علیٰ سندنا

صلِّ علیٰ محمّد ، صلِّ علیٰ حبیبنا

صلِّ علیٰ محمّد ، صلِّ علیٰ نبیّنا

Marfat.com

میری انتہائے نگارش یہی ہے کہ تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

حسبی اللہ ، حسبی اللہ ، حسبنا
حسبی اللہ ، حسبی اللہ ، ربنا
حسبنا اللہ و نعم الوکیل
نعم المولیٰ و نعم المصیر
انت حسبی ، انت ربی ، یا خبیر
انت نعم الوکیل

کریما بہ بخشائے بر حال ما کہ ہستیم اسیر کمند ہوا
نہ داریم غیر از تو فریاد رس توی عاصیاں را خطا بخش و بس

ہم گناہ گاروں پہ تیری مہربانی چاہیئے !
سب گناہ دُھل جائیں گے رحمت کا پانی چاہیئے

عزیزانِ مَن ! اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکیوں اور سعادتوں کی دولت سے مالا مال کر دے۔ (آمین) سب کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کر دے۔ (آمین) سب کے گھروں میں چین و سکھ ہو۔ (آمین) سب کے گھروں میں اُن کی اولادیں نیک اور صالح ہوں۔ (آمین) اور ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔ (آمین) اور قوم، مذہب و ملت کی صحیح معنوں میں خدمت کریں۔ (آمین) میرے وہ روحی بچے اور بچیاں جو اس

Marfat.com

وقت موجود نہیں ہیں، ملک سے باہر ہیں یا ملک کے اندر دوسری جگہ ہیں، مجبوری کی وجہ سے جو اس محفل میں شریک نہیں، اے اللہ اُن پر اور ان کے گھروں پر بارانِ رحمت فرما۔ اُن کو بھی فیضیاب کر، سب کے دُکھوں کو دُور کر (آمین)۔ اے اللہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر آج جو وقت آن پڑا ہے، ایسا وقت کبھی نہیں پڑا۔ اے اللہ! تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جیسا مسلمانوں کو کافروں نے گھیر لیا تھا، آج ہم وہ مسلمان تو نہیں لیکن کلمہ گو ضرور ہیں۔ ہمیں ساری دُنیا کے کفار نے اور غیر مذہب کے لوگوں نے گھیر لیا ہے۔ ہم سانس نہیں لے سکتے، سر نہیں اُٹھا سکتے، ہماری کہیں عزت نہیں، ہم ذلت کا شکار ہیں، اپنی کریمی سے ہم پر رحم فرما۔ (آمین)

عزیزانِ من! آج عاشورہ کا دن ہے۔ عاشورہ اس کو اس لئے نہیں کہا جاتا کہ یہ سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا دن ہے۔ مگر محرم کے مہینے میں اس عاشورہ والے دن بڑے بڑے واقعات رُونما ہوئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی، وہ جنت سے نکالے گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ بھی اسی دن ہوا۔ تو اس دن کو کوئی نہ کوئی اہمیت ملتی رہی۔ آخر میں جو اہمیت ملی اس کا جواب نہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نواسوں کی شہادت کا واقعہ بھی اسی دن ہوا۔

عزیزانِ من! میں اس قابل تو نہیں ہوں، لیکن میں اپنے آپ کو

Marfat.com

گناہگار اور مجرم سمجھوں گا اگر میں اپنے علم کے مطابق وہ آپ تک نہ پہنچاؤں۔ یہ جو ڈاکہ ڈالنے کی آزادی ہوئی ہے، عزت بھی چھینی جارہی ہے، کاریں بھی چھینی جارہی ہیں، سب کچھ چھینا جارہا ہے، لڑکیوں کو اغوا بھی کیا جارہا ہے، لڑکیوں کو اغوا کر کے بیچا جارہا ہے، کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ تو آج اس دور میں دین کو بھی یرغمال بنایا گیا ہے۔ آدمی نام سے مسلمان نہیں بنتا میرے پیارو، کام سے مسلمان بنتا ہے اور وہ کس طرح بنتا ہے؟ جب نبوّت کا اعلان ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر شعبہ میں نمونہ بن کے دکھایا حتّٰی کہ جرنیلی کی بھی تربیت دی۔ آج اس دور میں جب میں Modern War Science (جدید عسکری سائنس) سے Compare (موازنہ) کرتا ہوں۔ تو حیران ہوتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی بھی جنگیں لڑیں بالکل وار سائنس کے مطابق Strategy (جنگی حکمتِ عملی) بناتے تھے۔ تو آخر اُس وقت تو یہ سائنس بھی نہیں پڑھائی جاتی تھی۔ اس لئے کہ نبیوں کے اُستاد تو اللہ تعالیٰ خود تھے۔ اُن کو یہ چیزیں، یہ ہدایتیں، یہ رہنمائی، یہ اللہ جلّ شانہٗ کی عطا تھیں اور اپنی معزز دلیل کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائیں اور آپ کو امام الانبیاء کہا اور آپ کو مومنوں کے لئے اسوۂ حسنہ کہا تاکہ کل کو وہ یہ نہ کہیں کہ ہمارے لئے زندگی کا ماڈل کیا ہے؟

Which model should we follow? This is the question, (and) the answer is in the Holy Quran.

دوسری چیز جو ہے اسلام کے ساتھ جو Gang Rape

Marfat.com

(اجتماعی زیادتی) ہوا، وہ یہ ہے کہ مسٹر لوگ جتنے آئے کسی نے کوئی کتاب پڑھ لی تھی، کسی نے کوئی۔ باقاعدہ زانوئے ادب تہ نہیں کیا، درس وتدریس حاصل نہیں کی۔ عزیزانِ من، دین کی سند کا جو کورس ہے، اس میں تقریباً بائیس علوم ہیں جو تہ کرنا ہیں۔ حتیٰ کہ Logic جو ہے وہ بھی اس میں ہے جسے منطق کہا جاتا ہے۔ پھر جا کے اس میں یہ صلاحیت پیدا ہوتی ہے، پھر کلام پاک جو ہے، اس کے بارے میں ارشاد ہے "تعقلوا، تفکروا، تدبروا" یعنی عقل سے کام لو، اپنی فکر استعمال کرو اور پھر تدبر کرو۔ تب جا کے ایمان کے موتی نکلیں گے۔ یہ ٹھاٹھیں مار رہا ہے سمندر۔ غرض کہ تمھارے پاس لائن ہو اُن کو ڈھونڈنے کے لئے۔ کیونکہ کلام پاک میں ہدایت بھی ملتی ہے اور گمراہی بھی۔ ہدایت اُن لوگوں کو ملتی ہے جن کے بارے میں کلام پاک شروع ہوتے ہی فرمایا گیا کہ وہ متقی ہیں، وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو روزی دی ہے وہ اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اے نبی جو آپ پہ اُترا اور جو پہلوں پہ اُترا ہے اُن پہ ایمان لے آئے اور پھر فرمایا۔" اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ" یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی طرف سے سیدھے راستے پر ہیں۔" وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝" اور یہی وہ لوگ ہیں جو مُراد کو پہنچیں گے۔ اور پھر کافروں کے لئے کہہ دیا۔" اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝" ان کو سمجھانا نہ سمجھانا برابر ہے، یہ مانیں گے نہیں، اِن کو گمراہی میں رہنا ہے۔" اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کو اسوۂ حسنہ ٹھہرایا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی زیادہ نسبت ہوتی ہے اتنا ہی انسان کا مقام بلند ہوتا ہے۔

حضرت اسماعیلؑ کو جب پیاس لگی تو حضرت ہاجرہ پریشانی کی دوڑ میں لگ گئیں۔ آپ کے قدم مبارک سے اس زمین کو نسبت ہوگئی۔ اور وہ زمین آپ کے حج کے ارکین میں شامل ہوگئی۔ جہاں دوڑ لگانی پڑتی ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام قربانی کر رہے تھے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا" اے میرے والد، آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ محبت پدری جوش میں آئے اور احکام الٰہی کی تعمیل میں فرق پڑ جائے"۔ آپ نے پٹی باندھ لی اور جب زور سے چھری چلانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا" اے خلیل، اے میرے دوست، سچ کر دکھایا تو نے اپنا خواب۔ بس اب اسماعیل کی قربانی کے بدلے جنت سے مینڈھا آیا ہوا ہے، اس کی قربانی دے"۔ اس نسبت کی وجہ سے منیٰ میں آج تک قربانی کرنی پڑتی ہے۔ کیوں؟ ان نسبتوں کی وجہ سے عرفات میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کی ملاقات ہوئی۔ اس سے جو مقام حاصل ہوا، حج کا رکن بن گیا۔ میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انسؓ کے یہاں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول کیا۔ پھر اس کے بعد دستر خوان سے ہی ہاتھ پونچھ لئے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر ہم نے اس دستر خوان کو دھویا نہیں۔ جب اس کو دھونے کی ضرورت پڑتی تو ہم اس کو آگ میں ڈال دیتے اور اس کے بعد

Marfat.com

نکالتے تو یہ دُھلا ہوا ہوتا،" جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مُبارک سے نسبت ہو جائے اُسے آگ کیسے جلائے، بات سمجھ کی ہے۔ مستشرقوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئے گی۔ آج ہر اک نے دین کا اتنا حصّہ پکڑا ہوا ہے جو اُس کو سوٹ کرتا ہے۔ ایسی بات نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "دین میں داخل ہو تو پوری طرح ہو"، کسی نے تمھیں اختیار نہیں دیا ہوا ہے کہ کنٹرکٹ سائن کرنے کے بعد جو مرضی میں آئے وہ Clause Omit کر دو (وہ دفعہ نکال دو) پھر تم چھوڑ دو، نکل جاؤ، مردود ہو جاؤ، اور ارتداد کی سزا واجب القتل ہے۔ اس میں، میں آپ کو ایک چھوٹا نکتہ سمجھاتا ہوں، کیونکہ آپ کو بھی مستشرے یا (Foreigner) (غیر ملکی) سے پالا پڑتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام، جبر سے مسلمان کرتا ہے۔ ایسی بات نہیں ہم جبر سے مسلمان نہیں کرتے۔ لیکن ایک دفعہ کوئی مسلمان ہو جائے تو اُس کو جبر سے مسلمان رکھتے ہیں۔ جیسے تمھاری مملکت میں کوئی باغی ہو جاتا ہے، تو تم دو آدمیوں کو پکڑنے کے لئے پوری پلاٹون بھیج دیتے ہو۔ یہ کیوں؟ تو اللہ کے باغی کے لئے کچھ نہ کیا جائے؟ What is this nonsense? ہم جبر کر کے کسی کو مسلمان نہیں کرتے ہیں۔ جب حملے ہونے تھے، تو اُس وقت بھی کہا جاتا تھا "اگر تم اپنے مذہب پر چلتے ہو تو رہو۔ اس صورت میں تم ذمّی کہلاؤ گے اور ذمّی کی مد میں جزیہ ٹیکس دینا پڑے گا۔ وہ کیوں؟ اس لئے کہ تمھاری جان، مال، عزت کی ہر صورت حفاظت کی جا سکے۔ انہی خطرات سے بچانا ہے۔ باقی تم کہیں رہو، تمھاری

Marfat.com

مرضی۔ ہاں مسلمان ہونے کے بعد اگر کوئی باغی ہو تو اس سے نمٹا جائے گا۔ کیونکہ اس طرح اگر (Allow) کر دیا جائے تو دس پندرہ سال میں تو کوئی مسلمان نظر نہیں آئے گا۔ کیونکہ کسی کے پاس اپنی دینی تعلیم ہے ہی نہیں۔ آپ ایک وہابی یا غلط عقیدہ کے انسان یا قادیانی کے پاس بیٹھیں تو آپ ان کی جو باتیں سنیں گے، اگر آپ میں علم نہیں ہوگا تو آپ اس طرح بہہ جائیں گے جس طرح تنکا پانی میں بہتا ہے۔ تو حقیقت یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ" میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ایک کلام پاک اور ایک میرے اہل بیت"۔ کلام پاک میں ہدایت اور نور ہے اور میرے اہل بیت میں نور بھی اور ہدایت بھی ہے۔ اور اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑ لو گے، پھر تو تم گمراہ نہیں ہو گے"۔ بعض دفعہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ فرمایا گیا ہے"میں تمھارے درمیان قرآن پاک اور سنت چھوڑے جا رہا ہوں"۔ ٹھیک ہے۔ دیکھئے کسی چیز کو سمجھنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ Direct (بلاواسطہ) یا Indirect (بالواسطہ)۔ جو میں نے پہلے کہا یہ تو Direct (بلاواسطہ) تھا۔ سنت Indirect (بالواسطہ) ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بہترین نمونہ جو دکھاتا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانہ میں سخاوت ختم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانہ میں عبادت ختم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانہ میں شجاعت ختم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد ہے کہ جب سلطنت قائم ہوگئی اسلام

Marfat.com

کی (Kingdom was established) مدینہ میں تو مالِ غنیمت آتا تھا۔ فتوحات بھی آئیں۔ بڑے بادشاہ نے جتنی اپنی پوری سلطنت کے دور میں سخاوت کی ہو، ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک دن میں کر دیتے تھے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا عالم تھا اور فرماتے تھے۔ "میں گوارا نہیں کروں گا کہ یہ مالِ غنیمت تین دن تک باقی رہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادیں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور من نور اللہ تھے۔ یہ جو چار تن تھے یہ نور من نور اللہ من نور اللہ تھے۔ یہ بھی نور تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے اور یہ ان سے تخلیق ہوئے تھے۔ چنانچہ انھوں نے اپنی عملی زندگی میں یہ ثابت کر دیا کہ انھیں جاہ و جلال کی ضرورت تھی نا پیسہ یا دولت کی۔ نہ کسی اور چیز کی حرص تھی۔ اگر انھیں کوئی پرواہ تھی تو وہ یہ تھی کہ ہمارے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سلامت رہے۔ بے شک اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی ہمیں دینا پڑے۔

میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں کہ کیا کوئی خود تخت و تاج چھوڑتا ہے؟ کبھی بھی نہیں۔ لیکن حضرت امام حسنؓ نے جب دیکھا کہ لشکر آمنے سامنے ہیں، تو آپ نے یہ گوارا نہیں کیا کہ مسلمانوں کا خون مسلمان ہی بہائے حالانکہ آپ کو یہ معاملہ پبلک کو پیش کرنا تھا۔ اسی پبلک میں منافق بھی تھے۔ اگر آپ کے ساتھ دس فیصد تھے۔ اسی فیصد یا نوے فیصد منافق بھی تھے، لیکن یہ سب جانتے ہوئے بھی امیر معاویہ نے آپؓ سے ملاقات کی۔ آپؓ نے معاہدہ کی جو شرائط پیش کیں اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جب تو فوت ہو گئے اس

Marfat.com

کے بعد خلافت دوبارہ قائم ہو جائے گی اور میں واپس آ جاؤں گا۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی تو تھا کہ خلافت جو ہے وہ اہل بیت کی ملکیت نہیں ہے۔ دوسرا کوئی دے تو اور بات ہے۔ چنانچہ یہ ہوا کہ آپ پر طعن و تشنیع ہوئی کہ ان کے دس آدمی تھے۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں جانا کہ نوّے فیصد بے ایمان بھی تھے۔ اور اگر اس وقت قتل و غارت کا بازار گرم ہو جاتا تو عورتوں کی عزت پہ حملہ ہوتا۔ لیکن ایک عجیب و غریب بات ہے۔ جیسے کہتے ہیں" خدا واسطے کا بیر" خدا واسطے کا بیر باللّٰہی بغض۔ ماسوائے چند نفوس قدسیہ کے، اہل بیت کے خلاف لوگوں کے دلوں میں بڑا بغض تھا انہیں خطرہ یہ تھا کہ کہیں خلافت اس خاندان میں نہ رہے۔ بنو امیہ اور بنو ہاشم یہ اوپر جا کے عبد مناف کی دو لڑیاں ہیں۔ یعنی ان میں قرابت داری تھی۔ چنانچہ اس کے اندر بھی جوڑ توڑ ہوتے تھے۔ مگر زیادہ مصیبت یہودیوں نے، منافقوں نے، خارجیوں نے پیدا کی اور اپنے فرقے کھڑے کر دیئے کہ وہ اندر اندر اسلام کی جڑوں کو کاٹتے گئے۔ وہ ایک گیم تھا۔ ایک مقصد تھا۔ امیر معاویہ نے خلافت تو کیا لوٹانی تھی، انہوں نے اپنی زندگی ہی میں یزید کو اپنا ولی عہد بنا دیا۔ اور جب امیر معاویہ فوت ہو گئے تو یزید نے اسی وقت گھوڑے دوڑا دیئے۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ آؤ میری بیعت کرو۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ فرما کر بیعت سے انکار کر دیا کہ ایک فاسق و فاجر کے ہاتھ پہ بیعت نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ بھی یہی ہے کہ ایک فاسق و فاجر مولوی کے پیچھے نماز نہیں ہو

Marfat.com

سکتی۔ اور پھر یہ بھی ہے کہ فاسق و فاجر کی کوئی تعریف کرتا ہے تو عرش بریں بھی لرز جاتا ہے۔ آج یہ فیشن ہے کہ جانتے ہیں کہ چور ہے۔ ڈاکو ہے۔ شرابی ہے۔ لیکن کہیں گے ”جناب آپ کی کیا بات ہے۔ آپ کا دم سلامت رہے“ تو حالت یہ ہے اور پانچ وقت کی نماز کی داد دے رہے ہیں اور وہ نماز جو ہے وہ کون سے کنوئیں میں جاکے گرے گی، ایسا کیوں ہے؟ یہ بات ہے کہ ہم نے طوطے کی طرح ”دراں چہ شک“ سیکھ لی ہے۔

کہانی یہ ہے کہ ایک طوطا تھا۔ اس کے مالک نے اس کو سکھا دیا تھا کہ کوئی بات بھی ہو ”دراں چہ شک“ یعنی اس میں کیا شک ہے بولا کرو۔ ایک شخص خریدنے جب آیا تو اس نے پوچھا کہ یہ طوطا کیسا ہے۔ مالک نے کہا: جی یہ طوطا دانشمند ہے، یقین نہ آئے تو اس سے پوچھ لیں۔“ اس نے جب پوچھا تو طوطے نے کہا: ”دراں چہ شک“۔ وہ خوش ہوا۔ پیسے دیئے۔ لے گیا پھر ”دراں چہ شک“ ہی سیکھا تھا، تو اس کے گھر میں جب چوری ہوئی تو وہ پنجرہ میں بیٹھا رہا۔ کیونکہ ”دراں چہ شک“ کے آگے اگر کچھ سیکھا ہوتا تو شور مچاتا۔ جب مالک آیا اور اس نے دیکھا کہ چوری ہوئی ہے تو طوطے سے کہنے لگا: ”الو کے چرخے۔ چوری ہوئی رہی اور تم نے شور بھی نہیں مچایا۔ کیا تو چوری پہ خوش تھا؟“ تو طوطے نے جواب دیا۔ ”دراں چہ شک“۔ اس نے اُتار کے اس کی گردن مروڑ دی۔ تو یہ ”دراں چہ شک“ والا اگر اسلام ہے، تعلیم ہے تو پھر جہاں کہیں بھی ایک لچھے دار تقریر آپ نے سنی، یا آپ نے شیعاؤں کے ذاکرین جو ہیں، اُن کا

Marfat.com

ذکر سُنا۔ تو اگر آپ کی بھی صحیح تعلیم نہ ہو تو آپ بھی طوطے کی طرح'' در ایں چہ شک'' کہہ کے دیکھتے رہیں گے۔ آپ اندازہ کریں۔ میں ایک دفعہ مری گیا ہوا تھا۔ اُن دنوں وہاں میرے کافی کلاس فیلو لگے ہوئے تھے۔ اُن میں ایک کرنل تھا۔ شام کو ہم دونوں روڈ پر ٹہلنے نکلے۔ اتنے میں'' یاحسین'' کی آوازیں آنے لگیں۔ ہم ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ آگے ایک گیٹ تھا اور وہ لوگ جب باہر نکلے تو تعفن اور بدبو پھیل گئی۔ میں نے پوچھا:'' یہ کیا بات ہے۔ مُنہ سے یاحسین اور اتنی بدبو؟ وہ ہنس پڑا۔ کہنے لگا:'' یہ لوگ کھاتے بہت ہیں۔ پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اوپر سے مارتے ہیں ہاتھ، تو کچھ خرابی پیدا ہونی ہی ہوتی ہے۔ تعفن اور بدبو پھیل رہی ہے۔ یہ اپنے آپ کو شیعانِ علیؓ کہتے ہیں۔''

پھر مجھ سے کہنے لگا:'' آپ کو شاید پتہ نہیں۔ ہر ایک کے Wages (اُجرت) مقرر ہیں۔ جو تھپڑ یوں والے ہیں وہ فی کس دس روپے ہیں اور چھڑیوں کے بغیر ہو تو نالے اس کے پانچ روپے ہیں۔ اس طرح کر کے وہ اپنا روز ینہ لیتے ہیں یعنی کہ ایک مذاق بنا دیا ہے۔''

خیر جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کیا تو یزید سمجھ گیا کہ میری اب خلافت ختم ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، کہ خلافت تیس سال اور چھ سات مہینے رہے گی۔ اس کے بعد ملوکیت شروع ہو گی۔ پھر فرمایا۔ اس کے بعد ظلم بازی شروع ہو گی، بربادئ دین تک، یعنی دین اسلام ابھی باقی ہے۔

Marfat.com

حضرت امام حسن عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ اور ان سے چھوٹے جو تھے وہ سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ دونوں نبی کے نور العین تھے۔ علیؓ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے۔ چین تھے اور دیدِ بتولؓ تھے۔ ایک کو زہر دیا گیا تو انھوں نے اسلام کی خاطر جامِ شہادت نوش کر لیا۔ دوسرے نے معرکۂ کربلا میں جامِ شہادت نوش کیا۔ انھوں نے خنجر کے نیچے اپنا سر کٹا کے شہادت کا جام نوش فرمایا۔ دونوں نے یہ سب کچھ کیوں کیا؟ اپنے نانا جان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دینِ اسلام کو بچانے کے لئے۔ اس کی عظمت کو بچانے کے لئے اور اس کا جھنڈا بلند رکھنے کے لئے۔ ورنہ عزیزانِ من! میں نے بڑے بڑے مولوی دیکھے۔ جب اُن کو پتہ چلتا ہے کہ دس آدمی لاٹھیاں لے کر آ رہے ہیں فلاں بات کے لئے، تو وہ بیس آدمی اکٹھے کرتا ہے کہ میری صلح کرا دو، میں نے ایسا نہیں کہا تھا۔ مکر جاتا ہے۔ انکار کرتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کہا تھا۔

جب یہ صورت ہوئی تو یزید نے کہا کہ کوئی ایسی صورت پیدا کرو کہ میں مدینے شریف میں حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قابو کروں۔ لیکن آپ کو علم ہو چکا تھا آپ پہلے ہی مکہ شریف چلے گئے اور خاموشی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اپنے بھائی کا صدمہ تھا۔ آپ نے کوفہ کے لوگوں کو دیکھ لیا تھا جن کی وجہ سے مولائے کائنات دار الخلافہ بدل کے کوفہ لے گئے تھے۔ ایک تو یہ وجہ تھی۔ دوسری وجہ حضرت عثمان غنیؓ کا خون تھا۔ آپ نہیں چاہتے

Marfat.com

تھے کہ حرمین شریفین میں خون کا ایک قطرہ بھی بہے۔ اسی لئے آپ نے یہ
سوچا کہ آئندہ کوئی ایسی بات نہ ہو تاکہ اس کا تقدس برقرار رہے۔ اب جیسا
جس کی فکر ہے۔ اگر نوری فکر ہے تو وہ دوسروں سے مختلف ہے۔ اگر
وہ سوچے گا تو مختلف سوچے گا تاکہ عدل وانصاف سے کسی مظلوم کا فیصلہ ہو۔
یہ یزید خبیث پیچھے لگا رہا۔ اس لئے کہ وہ سمجھتا تھا کہ جب تک میں ان کا
قلع قمع نہیں کروں گا۔ معاملہ ختم نہیں ہوگا۔

کوفہ کے لوگوں نے خط پہ خط لکھنا شروع کئے۔ یہ
میں پوری تفصیل کے ساتھ نہیں کر رہا۔ اس لئے کہ وقت نہیں ہے۔

I am summing up the whole affair as I will not go through unnecessary details.

کوئی بارہ ہزار خط کوفے سے آئے جن کا بنیادی موضوع یہ تھا کہ دین کا
سوال ہے اور ہمیں یزید خبیث کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے نہیں بچایا
تو کل قیامت کے دن ہم آپ کا دامن پکڑ لیں گے اور آپ کے نانا (صلی اللہ
علیہ وسلم) سے فریاد کریں گے۔ اب آپ میں خون تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا تھا، نور بھی وہی تھا۔

آپ نے خطوط پڑھے اور پڑھنے کے بعد آپ نے کہا کہ جلد بازی
میں کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیئے۔ جو چیزیں ہیں ان کی پہلے تصدیق کر لینی
چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو بھیجا کہ جا
کے حالات کا جائزہ لے کہ کیسے ہیں۔ جب حضرت مسلم بن عقیل وہاں پہنچے تو

Marfat.com

لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے اور اُن کے ہاتھ میں بیعت ہونا شروع ہو گئے۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ آپ نے امام عالی مقام کو خط لکھا کہ "لوگ تو یہاں بے تاب ہیں اور آپ جلدی کیجئے اور جلدی آجائیے۔" کوئی بارہ ہزار کے قریب آدمی بیعت ہو چکے تھے۔ ہنوز یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا۔ خط جا چکا تھا۔ اتنے میں اس خبیث کو پتہ لگ گیا۔ اُس نے ابن زیاد جو گورنر تھا اس کو کہا۔ مسلم بن عقیل کو ڈھونڈو کہاں ہیں اور اُن کو فوراً قتل کر دو۔ آپ اپنے دو بچے بھی ساتھ لے گئے تھے۔

خیر جب یہ بات ہوئی تو آہستہ آہستہ، رفتہ رفتہ سب نے سُن لی۔ کیونکہ شیعہ جو تھے۔ جو اپنے آپ کو شیعانِ علی کہتے تھے۔ اُن کو کرنا وہی تھا جو اُن کا اصول تھا۔ حتیٰ کہ چار ہزار آدمی رہ گئے۔ آپ نے کہا چلو غنیمت ہے۔ کوئی بات نہیں۔" جب شام ہوئی تو آپ کے پاس کل تیس آدمی رہ گئے آپ بہت پریشان ہوئے۔ جب آپ اُٹھے تو آپ کے ساتھ ایک آدمی بھی نہ تھا اور آپ اپنے آپ کو بہت تنہا محسوس کر رہے تھے۔ کوئی شخص پناہ دینے کو تیار نہیں تھا۔

مسلم بن عقیل سخت پیاسے تھے۔ آپ نے ایک عورت کا دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ کہنے لگی کون ہے؟ آپ نے کہا۔ میں مسافر ہوں، پیاس سے حلق خشک ہے۔" کہا اندر آئیے۔ آپ نے کہا۔" میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔" وہ عورت بہت خوش ہوئی۔ بہت ہی ٹھنڈا شربت پیش کیا اور خاطر کی۔ پھر کہا۔" آپ کی تو تلاش ہو رہی ہے۔ میرے

Marfat.com

بیٹے کو اگر پتہ چل جائے تو وہ آپ کو ٹھکانے لگا دے گا۔ آپ پیچھے والے کمرے میں چلے جائیں۔" آپ چلے گئے۔ جب اُس کا بیٹا آیا تو اس عورت نے کہا: "دیکھو اہل بیت پر کیا ظلم ہو رہا ہے، اُن کے لئے کوئی جگہ نہیں کہ جہاں وہ پناہ لے سکیں۔"

بیٹے نے کہا: "کیوں؟" کہنے لگی: "مسلم بن عقیل میرے پاس آئے تھے تو میں نے اُن کو پناہ دے دی ہے۔ پچھلے کمرے میں ہیں۔" بیٹے نے کہا: "اچھا"۔ پھر اس نے دوسری صبح جا کے اطلاع دی گورنر ہاؤس میں کہ ملزم (مسلم بن عقیل) میرے گھر میں ہے۔" گورنر ابن زیاد نے فوراً سپاہی بھیج کے پکڑوا لیے۔"

جب آمنا سامنا ہوا تو ابن زیاد نے دھمکی دینا شروع کی۔ آپ نے کہا: "اس کا مجھ پہ کوئی اثر نہیں۔" جس پر ابن زیاد نے جلادوں کو حکم دیا کہ مسلم کو قصرِ امارت کی چھت پر لے جا کر قتل کر دو۔ آپ نے فرمایا کہ "مجھے اجازت دو کہ میں اپنے قبیلے کے کسی شخص کو وصیت کروں۔" اجازت ملنے پر آپ نے عمرو بن سعد کو علیحدگی میں بتایا کہ میں نے فلاں شخص سے سات سو درہم قرض لیا ہے، وہ ادا کر دینا۔ قتل کے بعد میری لاش کو دفنا دینا اور کسی کو حضرت امام حسینؑ کے پاس بھیجنا میرے اس پیغام کے ساتھ کہ کوفہ کے لوگوں نے دھوکا کیا ہے۔ آپ ہرگز یہاں نہ آئیں۔" اس کے بعد حضرت مسلم بن عقیل کو چھت پر لے جا کر بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔

اس سے پہلے حضرت مسلم نے اپنے دونوں بچوں کو قاضی شریح

Marfat.com

کے گھر بھیج دیا تھا کہ وہ ان کو کسی طرح بحفاظت مدینہ پہنچا دے۔ لیکن ابنِ زیاد کے حکم پر ان معصوم بچوں کو بھی شہید کر دیا گیا۔

ادھر جس دن حضرت مسلم کا خط پہنچا تو حضرت امام حسینؓ اسے پڑھ کر روانہ ہو گئے تھے۔ اور کل قافلہ جو تھا اس میں بہتر آدمی تھے۔ اُن میں اہلِ بیت تھے، عورتیں تھیں، بچے تھے، کچھ بوڑھے تھے، جان نثار تھے۔ ابنِ زیاد کا جو سپہ سالار تھا عمرو بن سعد، اُس نے حُر کو کہا کہ ان کا راستہ روکے۔ حُر کے معنی ہیں آزاد۔ حُر پہنچا سید الشہداء سے باتیں ہوئیں اس نے کہا "اے میرے پیارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نواسے، مجھے یہ سب کچھ معلوم نہیں تھا۔ میرا دل تو چاہتا ہے کہ افہام و تفہیم سے معاملہ طے کریں۔ بات یہ ہے کہ آپ کو جو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ وہ میں نہیں دیکھ سکتا۔ لہٰذا آپ رات کے اندھیرے میں نکل جائیں۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں" لہٰذا آپ رات کے اندھیرے میں نکل گئے۔ آپ نے پوری رات سفر کیا۔ مگر جب صبح ہوئی تو آپؓ نے اپنے آپ کو وہیں موجود پایا۔ آپ سمجھ گئے کہ یہ مشیتِ ایزدی ہے۔ آپؓ جانتے بھی تھے۔ کیونکہ جب آپ بچے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز آپ کی گردن کو چوما تھا۔ اُس وقت حضرت فاطمۃ الزہرہؓ نے پوچھا تھا "ابا جان، یہ تو اتنا چھوٹا بچہ ہے۔ آپ اس کی گردن کو چوم رہے ہیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے "ہاں اس کی وجہ ہے" انہوں نے پوچھا "کیا وجہ ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابھی جبرائیل

Marfat.com

یہاں لائے تھے۔ کہہ رہے تھے: "اے حبیب پاک، یہ بچہ جو آپ کو بہت پیارا ہے، اس کی گردن پر آپ کی اُمت خنجر گاڑھ دے گی۔ سر جُدا کر دے گی"۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آپ کی گردن کو بوسہ دیتے تھے۔ یہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہیں تھا۔ آپ کو آپ کی شہادت کا پہلے سے علم ہو چکا تھا۔

چنانچہ جب حضرت امام حسینؑ روانہ ہوئے تو اُس وقت اہل مکہ نے بڑی منتیں کیں کہا: "حضور آپ ہماری بات سُنیں۔ کوفے کے لوگوں نے آپ کے والد کو شہید کیا، آپ کے بڑے بھائی کو شہید کیا، اب یہ آپ کو شہید کر دیں گے۔ یہ بڑے بے ایمان لوگ ہیں۔ اپنے آپ کو شیعہ کہتے ہیں۔ یہ ضرور آپ کو دھوکا دیں گے"۔

آپ مسکرائے اور فرمایا: "ہم اپنے قدم اسی طرف اٹھاتے ہیں اور اسی وقت اٹھاتے ہیں۔ جب اللہ کی منشا ہوتی ہے اور جب اللہ کی منشا ہوتی ہے۔ پھر ہم اپنے قدم پیچھے نہیں لے جا سکتے کیونکہ اس وقت امرِ ربی ہو چکی ہوتی ہے"۔

عمرو بن سعد نے رات کے وقت دونوں لشکروں کے درمیان حضرتِ امام عالی مقام سے ملاقات کی۔ بات یہ ہے کہ کسی مسئلہ کو بیان کرنا، کسی مسئلہ کو سمجھنا، کسی پہ عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ آپ اس سے غافل نہ تھے کہ کوئی مسلمان اگر کفر کرے تو وہ دوزخ میں جاتا ہے اور یہ کہ مسلمان کے خون کی کیا حُرمت ہے، کیا احترام ہے۔ آپ نے آخر

Marfat.com

میں کہاکہ "ہم پہلے تیر نہیں چلائیں گے"۔ اتنی مشکل ہوتے ہوئے بھی آپ نے کہا، ہم پہلے تیر نہیں چلائیں گے۔ اس کے بعد ابنِ سعد نے ابنِ زیاد کو لکھا کہ وہ یہ شرائط پیش کر رہے ہیں۔ یا تو تم مجھے واپس چلے جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں۔ یا نہیں تو مجھے ملک کے کسی سرحدی حصے میں جانے دو، میں وہاں اسلام کے لئے لڑوں گا اور جہاد کروں گا اور اگر یہ دونوں منظور نہیں تو پھر مجھے یزید سے براہِ راست بات کرا دو In Between کوئی نہ آئے"

اب ابنِ زیاد سمجھ گیا کہ اس کے بہت سے رشتہ دار مارے جائیں گے۔ کیوں کہ خط وغیرہ جو برآمد ہوں گے، وہ تو انہی کے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کئی باتیں اٹھیں گی۔ ابنِ زیاد نے کہا "نہیں، اس کو کہو کہ جب تک یہ ابنِ زیاد ہے یہاں، یہاں یذید کی بیعت کرو" آپ نے فرمایا۔ "میں اُس خبیث کے ہاتھوں پر بیعت نہیں کرتا"

ابنِ زیاد نے پھر اپنی ایک Strategy (حکمتِ عملی) تیار کی۔ کہ نہرِ فرات کو بلاک کر دیا جائے اور ایک بُوند بھی پانی نہ دیا جائے، ایک بُوند بھی نہیں" عجیب شان یہ تھی کہ اس کے گھوڑے تو پانی پیٹ بھر کے پئیں۔ اور وہاں معصوم بچے کے لئے پانی مانگا تو بچے کو تیر مارا گیا کہ یہ لو پانی۔ اور جب خون ہوا تو حضرت امام حسینؑ نے وہ خون ہاتھ میں لے کر کہا "اے ظالمو! یہ انتقام تم ہی سے ہے" اور وہ خون اُچھال دیا۔

Marfat.com

پھر جو کچھ ہوا شہزادوں اور اہلِ بیت کے ساتھ وہ ایک ایسا درد ناک سانحہ ہے جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ یکے بعد دیگرے شہزادے جو تھے وہاں، وہ میدان میں جانے کے لئے آپ سے اجازت لینے آئے۔

آپ کے بھائی حضرت امام حسنؓ نے وصال کے وقت کہا تھا "اے حسینؓ! یہ میرا بیٹا ہے قاسم، اس کا خیال رکھنا۔ تو جب حضرت قاسمؓ نے آپ کے سامنے آکے کہا کہ میں بھی شہادت کے لئے جانا چاہتا ہوں تو اس وقت آپ رو پڑے اور فرمایا "تم میرے بھائی کی نشانی ہو اور تمہیں انہوں نے میرے سپرد کیا تھا۔ تمہیں میں کیسے اجازت دے دوں"۔ اسی طرح دوسرے بچے آئے اور بولے کہ "ماموں جان! ہمیں بھی اجازت دے دیجئے"، تو آپؓ نے فرمایا "میں اپنی بہن کا گلشن کیسے برباد کر دوں بیٹے!" بہن نے کہا "بھائی یہ زیادتی نہ کرو۔ نانا جان (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اپنی والدہ کو کیا منہ دکھانا ہے قیامت والے دن۔ ان کو قربان ہونے دو"۔ تو بہت انہوں نے تقاضے کئے۔ چنانچہ وہ دونوں شہزادے میدان کی طرف گئے۔ اُن کے اندر ایسا جوہر تھا کہ جب وہ آگے بڑھتے تو کوئی کافر بھاگ جاتے۔ حتیٰ کہ جب پانی لانے کی کوشش کی اور مشکیزے لے کر جاتے تو دشمن نیزوں سے ان کے مشکیزے تار تار کر دیتے۔ خنجر اُتار دیتے اُن کے مشکیزوں میں۔

آخری رات تھی۔ عاشورہ کا نواں دن تھا۔ پانی تو تھا نہیں، تیمم سے وضو کیا، اور تمام رات سب نے مل کر عبادت کی، دلجمعی کے ساتھ، کوئی

Marfat.com

موت کا خوف نہیں تھا، صبح ہوئی، فجر نے رات کی تاریکی کا پیٹ پھاڑا، پو پھوٹنے لگی اور سورج کی شعاعیں نمودار ہوئیں۔ یہ دسویں محرّم تھی۔ ایک آواز آئی کہ "اے حسین علیہ السلام! بچ جا میں تقدیر ہوں۔" آپ نے فرمایا: "اے تقدیر آجا میں شبیر رضی اللہ عنہ ہوں۔" اس نے کہا: "مجھے خدا نے بھیجا ہے۔" آپ نے فرمایا: "مجھے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے۔" پھر اس نے کہا: "میں قضا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "میں علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہوں۔" پھر آواز آئی۔ "دنیا کے خزانے تمہارے قدموں میں ہیں، اس ارادے سے باز آجا۔" آپؓ نے فرمایا: "ان پہ میں تھوکتا بھی نہیں۔ اور میں اپنے آپ کو اور اہلِ بیت جتنے بھی ہیں، ان سب کے جان و مال، عزت اور آخری قطرۂ خون تک کو اپنے نانا جان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسلام کی عظمت کو بلند کرنے کے لئے قربان کر دوں گا۔"

پھر آپ گئے معرکے ہوتے رہے۔ حُر جو تھا وہ سامنے کفّار کے لشکر میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو ہدایت دینی ہوتی ہے وہ آنِ واحد میں ہدایت سے بدل جاتا ہے۔ دوسرے شہ سوار جو اُن کے ساتھ تھے کہنے لگے: "حُر تُو بڑا بہادر ہے۔ لیکن آج مخمصے میں نظر آتے ہو۔ تیرے چہرے پہ عجیب پریشانی ہے، کشمکش ہے۔" کہا: "ہاں کشمکش ہے۔ کیونکہ ایک طرف مجھے دوزخ دکھایا جاتا ہے اور دوسری طرف جنّت۔ میں نے انتخاب کرنا ہے کہ مجھے دوزخ میں جانا ہے یا جنّت میں۔" یہ کہہ کر اس نے نعرہ مارا اور کہا: "میں نے جنّت کا انتخاب کر لیا ہے۔" نتیجتہً مُڑ کر دو۔ جیا کرد تن کے گھر سے ہمیں دین ملا، ایمان ملا، سیدھا راستہ ملا، خدا کی پہچان

Marfat.com

ملی اور کیا کیا نعمتیں نہیں ملیں، جنت کی خوشخبریاں ملیں، ہم ان سے کیسے لڑ سکتے ہیں۔ تمھارے دل سیاہ ہو چکے ہیں۔"

اور اسی وقت گھوڑے کو ایڑ مار کر وہ حضرت امام حسین عالی مقام کی خدمت میں جا کر حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا "حُر کیسے آئے ہو؟" یہ کہتے ہوئے اس نے سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا کہ "حضور توبہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔ میں نے ہی آپ کا راستہ روکا تھا۔ اب میں دل کھول کر لڑوں گا دشمنوں کے خلاف اور میری تلوار کے جوہر آپ دیکھیں گے پہلے آپ مجھے معاف فرمادیں۔ اور میرے لئے اللہ سے توبہ کی دُعا کریں۔"
آپؑ نے دُعا دی۔ شاباش دی اور فرمایا "اے حُر (حُر کے معنی آزاد ہے) آج سے تُو دوزخ سے بھی آزاد ہے۔" یہ سُن کر حضرت حُر جب میدان میں گئے، تو جدھر تلوار پڑتی تھی ادھر گردنیں کٹتی جاتی تھیں۔ اس طرح بے شمار دشمنوں کو جہنم رسید کر کے وہ خود بھی شہید ہو گئے۔

حضور عالی مقام حضرت امام حسینؑ جب میدان میں تشریف لے جانے لگے تو بہن بھی رونے لگی۔ اور آپ کی بیگم بھی رونے لگیں۔ آپ کی بیگم کا نام شہر بانو تھا۔ وہ نوشیرواں عادل کی پوتی تھیں اور ایران کی ملکہ کی شہزادی تھیں۔ تو جب ایران فتح ہوا تو ان کو لایا گیا وہ اتنی خوبصورت تھیں کہ سب کو نزلہ وزکام ہو گیا۔ ہر ایک کی کوشش تھی کہ یہ بانو مجھے ملے۔ تھی کہ حضرت عمرؓ کے شاہزادے نے بھی فرمائش کی کہ یہ باندی مجھے دے دی جائے۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ نے کہا ” یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ جس کا حق ہے اس کو مل جائے گی“۔ بعد میں حضرت امام حسینؑ نے درخواست دی شہزادی کو، جو اس نے قبول کر لی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اتنی خوبصورت تھی کہ ایک دفعہ خیمہ کی طرف ایک صاحبزادی سامنے جو آئیں تو دشمنوں نے یہ دیکھا جیسے ایک چاند نیچے اُتر آیا ہے، جیسے چاندنی اُتر آئی ہے۔ اتنا حسن تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں۔

نُورٌ علیٰ نُور کے سارے پیارے تھے۔ اسی طرح حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؓ میں تو بے حد حسن تھا۔ حضرت امام حسنؑ کے حسن کا یہ عالم تھا کہ مصیبت تھی۔ عورتیں اُن کے گرد بھاگتی رہتی تھیں کہ ہم سے نکاح کر لیں اب نکاح کتنوں سے ہو سکتا ہے۔ صرف چار سے ہی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح حضرت امام حسینؓ بڑے خوبصورت تھے۔ تو جب حضرت امام حسینؓ کے بچے آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم بھی شہادت کے لئے جائیں گے، تو آپ نے فرمایا ”نہیں“ تو آپ کی بیگم شہر بانو نے آپ کے پاؤں پکڑ لئے اور کہا ” مجھے اس سے محروم نہ کریں، میرے بچوں کو قربان ہونے دیں۔ ٹھیک ہے، میں نے دیبا، مخمل وغیرہ میں بھی زندگی گزاری ہے اور جب بیوی کی طرح آپ سے نکاح ہوا تو مجھے دنیا کی ہر خوشی مل گئی۔ آپ سے نکاح کے بعد، میرے پاس سیدھا جنت میں جانے کا پروانہ ہے اور میں ہر روز کیف و سرور میں رہ رہی ہوں۔ آپ بچوں کو نہ روکیں۔ اگر آپ روکیں گے تو کل ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔ آپ اپنی والدہ کو کیا منہ دکھائیں گے“۔ بہت مجبور کیا، پھر آپ نے

Marfat.com

اجازت دے دی۔ غرض کہ یوں ہر ایک شہزادے کو بڑی مشکل سے آپ نے اجازت دے دی۔

پھر وہ وقت آیا کہ آپ نے دیکھا کہ بہن رو رہی تھی۔ آپ نے کہا: بہن روم مت۔ ابھی سورج غروب نہیں ہوا۔ ابر رحم کا کوئی لمحہ بھی ضائع نہ جائے کیونکہ آنسو بہانا تو رحمت خداوندی ہے۔ مگر آواز نہ نکلے۔ اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تقدس کو قائم رکھنا۔ بحال رکھنا۔

پھر آپ عالی مقام میدان کی طرف نکلے۔ پھر جو سامنے آیا وہ کٹ کے نیچے گرا۔ تیس چالیس آدمی پچھاڑ کے رکھ دیئے۔ دشمن نے سوچا کہ اس طرح بات نہیں بنے گی ان پر یک لخت حملہ کرو۔ پھر تیر برسنا شروع ہو گئے۔ نیزے برسنے شروع ہو گئے۔ تلواروں کے وار ہوئے۔ بے شمار زخم آئے۔ اس کے بعد آپ گر گئے۔ شہید ہو گئے۔ پھر بھی وہ اتنے شقی القلب تھے۔ مردود تھے۔ خدا ان کو ابدالآباد تک دوزخ میں رکھے (آمین) کہ انہوں نے آپ کے سر مبارک کو تن سے جدا کر دیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں آپ کی گردن کو بوسہ دے رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چپکے سے کوئی بات کہی۔ تو آپ نے اپنی زبان ہلا دی۔ اس روز حضرت فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنہا خاتون جنت نے پوچھا کہ یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا فرمایا اور اس نے کیا بات کی اور زبان ہلا دی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سمجھایا ہے اسے۔ یہ سمجھ گیا جو میں نے کہا۔ جو اس نے کہا وہ میں سمجھ گیا:" کہنے لگیں: "مجھے بھی تو بتلایئے": "آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا" میں اس کی گردن کو چوم رہا تھا تو میں نے کہا بیٹا ثابت قدم رہو کربلا کے اندر" تو اس نے کہا" نانا جان ، یہ میرا سر اگر نیزے پر بھی چڑھا تو اس وقت بھی قرآن کی تلاوت کرے گا" چنانچہ جب سر نیزے پر تھا تو آپ کی زبان مبارک قرأت کر رہی تھی" الذی خلق الموت والحیوٰت الخ

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ نے موت اور زندگی کو اس لئے
پیدا کیا کہ وہ جانچے تمھیں کہ تم میں سے نیک عمل کون
کرتا ہے"

نیزے پہ سر تھا، یعنی سر پہ رسیاں باندھی ہوئی تھیں۔ قافلہ اہل بیت کے باقی ماندہ افراد کے ہاتھ پیٹھ پر بندھے ہوئے تھے، مشکیں کسی ہوئی۔ اور یہ قافلہ دمشق کو روانہ ہوا۔ قافلہ جب دمشق پہنچا تو یزید خبیث نے پوچھا" کیا خبر لائے ہو؟" کہنے لگے" انہیں گرفتار کر لیا ہے (اور امام حسینؓ کا سر نیزے پر رکھا ہوا ہے" کہا" جلدی پیش کرو" اہل بیت کو پیش کیا گیا۔ اس نے جو باتیں کیں تو انھوں نے جواب تلخ دیئے۔ ان میں حضرت امام حسینؓ کے ایک صاحبزادے رہ گئے تھے۔ سیدنا امام زین العابدینؓ، اس لئے کہ وہ بہت بیمار تھے، تین دن کے پیاسے۔ یہاں تو تین گھنٹے کی پیاس ہو تو لڑنے لگتے ہیں۔ بھوک، پیاس اور تلواریں سر پر چمک رہی ہوں تو کیا بات ہے؟ بات یہ ہے کہ ہاتھ ان کے تھے لیکن مدد ملائکہ کر رہے تھے۔

میدانِ کربلا میں جب حضرت زین العابدینؓ نے بہت ضد کی

Marfat.com

مقابلہ میں جانے کے لئے تو حضرت امام حسینؑ نے انھیں پیار کیا تھا اور کہا تھا: "میرے پیارے بیٹے میری بات سُن، جو میں کہنے جا رہا ہوں۔ اگر تو شہید ہو گیا تو سادات کا نام مٹ جائے گا۔ اس کے بعد کوئی سیّد نہیں ہوگا۔ اہل بیت سید ہیں۔ میں تمھیں اجازت نہیں دے سکتا۔ تمھیں اجازت دی تو نسل ختم ہو جائے گی۔"

اس لئے آپ نے حضرت زین العابدین کو اجازت نہیں دی تھی۔

خیر یزید کے ساتھ باتیں بڑی تلخ کیں۔ جو جو وہ کہتا گیا یہ بھی خوب جواب دیتے رہے۔ لمبی بات ہے۔ بہ حال تفصیل بہت ہے۔ میں اس میں نہیں پڑنا چاہتا۔ آخر میں یزید نے کہا "ان کو واپس مدینہ شریف پہنچا دو"۔ وہ واپس روانہ ہوئے۔ مدینہ میں لوگوں کو معلوم ہو گیا تھا۔ جب پتہ چلا کہ شہزادیاں آ رہی ہیں تو کہرام مچ گیا۔ جو صحیح النسب تھے، سچے مسلمان تھے، پکّے مسلمان تھے ان کے کلیجے پھٹ گئے۔ تو جب یہ قافلہ آیا تو انھوں نے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے دربار میں حاضری دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سے کہنے لگے کہ "آپ (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی اُمت نے آپ کے اہلِ بیت سے یہ سلوک کیا ہے۔" اس پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلّم) کا روضہ تھر تھر کانپنے لگا۔ ہماری بدبختی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اب قیامت میں کیا جواب دیں گے۔ اس چند روزہ زندگی کی خاطر سب کچھ کرتے ہیں۔ لیکن جہاں ابدالآباد کے لئے جانا ہے، جہاں ابدالآباد کے لئے جانا ہے۔ اس کے لئے کوئی انتظام نہیں۔

حضرت ابوذرؓ بڑے برگزیدہ صحابی تھے۔ آپ سے ایک دن کسی

Marfat.com

نے سوال کیا کہ ”یا حضرت یہ کیا بات ہے کہ لوگ مرنے سے ڈرتے ہیں۔ مجھے مرنے میں خوشی ہے۔ ادھر جانے کو کوئی تیار نہیں“۔ آپ نے کہا ”ویرانے کو کوئی نہیں جاتا، آبادی کو سب جاتے ہیں۔ ان لوگوں نے دنیا کو آباد کر لیا ہے اور اپنی عاقبت کو ویران کر لیا ہے۔ یہ کیسے تمنا کریں موت کی۔ ان پر تو قیامت ٹوٹ جائے گی اگر پتہ چل جائے کہ ہم مرنے والے ہیں“۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے کہ ”الدنیا المضرۃ الآخرۃ“۔ ”دُنیا آخرت کی کھیتی ہے“۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”اے ابو ذر رضی اللہ عنہ، اس دنیا میں اس طرح رہ کہ جیسے مسافر رہتے ہیں“۔ دوسری جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”موت ایک پُل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے“۔ بڑے بڑے نمازیوں سے پوچھئے کہ آپ تشریف لے جائیں گے؟ تو کہیں گے کہ پُل رہنے دیں۔ ابھی میرے پاس کار آجائے گی تو میں جاؤں گا“۔ اس کی وجہ دنیا کی لذات ہوتی ہیں۔ خواہشات ہوتی ہیں۔ طمع اور دولت انسان کے اندر تکبّر پیدا کر دیتی ہے۔ غرور آجاتا ہے حسد آجاتا ہے۔ وہ مغرور (Rude) ہو جاتا ہے۔ غرور ایک ناپاک چیز ہوتی ہے۔ اشرف المخلوقات کے دائرے میں آکر ناپاکی پیدا کر دیتا ہے۔ اس کی صحبت سے انسان کچھ گنواتا ہی ہے۔ فیض حاصل نہیں کر سکتا۔

عزیزانِ من! یہ واقعہ مفصلاً تو نہیں، مجملاً میں نے اس لئے بیان کیا کہ دس روز سے یہ واقعہ تفصیل سے بیان ہو رہا ہے۔ میں صرف آپ کی عدالت میں اب مقدمہ پیش کرنے والا ہوں۔ آپ انصاف کریں کہ بہتر (۷۲)

Marfat.com

آدمی جتنے پہنچتے ہیں۔ عورتیں ہیں۔ بچے تو ننھے ہی ہیں۔ مرد جو ہیں وہ زوردار ہیں۔ تو راستے ہیں جب آپؑ آرہے تھے۔ آپؑ کو ایک شاعر ملا۔ علیک سلیک کی۔ آپ نے پوچھا کیا حال ہے کوفہ والوں کا؟ اُس نے کہا۔" یا امام، میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ واپس چلے جائیں۔" پوچھا،" کیوں؟" کہا،" کوفے والوں کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں۔ لیکن ان کی تلواریں آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہیں۔ یہ عجیب قوم ہے، صبح کو کچھ ہوتی ہے، شام کو کچھ ہوتی ہے۔"

معترض یہ اعتراض کرتے ہیں کہ دین کے لئے جنگ نہیں لڑی گئی۔ میں پوچھتا ہوں کہ کس چیز کے لئے لڑی گئی۔ کسی چیز کا جب تجزیہ Analysis کرنا ہو تو بنیادی چیزوں کو پہلے دیکھتے ہیں۔ ان کے پاس اگر پانچ یا دس دینار آئے تو وہ خیرات کر دیتے تھے۔ یہ حکومت کے حساب سے تو ان کا (Legal) کام تھا۔ اگر آئی بھی تھی تو لوگوں میں تقسیم کر دیتے۔ وہ تو گھرانہ ہی ایسا تھا۔ سخاوت کا منبع، عدالت کا منبع، امامت کا منبع، شجاعت کا منبع۔ وہاں کون سی بات تھی۔ لیکن یہ چونکہ دنیا کے تمام مسلمانوں پر مغربی اثرات غالب ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ سب نے اس کو ایک معمولی سا واقعہ قرار دیا، جیسے ایک قتل کا واقعہ ہوتا ہے۔ شہادت کی عظمت کو نیچے کرکے ایک عام قتل سمجھا جانا شروع کیا اور اس میں خامہ فرسائیاں کی گئیں کہ یہ آپ کی غلطی تھی۔ فلاں تھی۔ دنیا بھر کے الزامات لگائے۔ اب تو حد یہ ہے کہ میں آپ کو مثال دیتا ہوں میرے عزیز کہ مولویوں کے قال قال بدل جاتے ہیں۔ کہتے تو ہیں قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

لیکن قال کے بعد حال میں نہیں آئیں گے۔ حال کی دنیا کی سیڑھی نہیں کی۔ سب سے زیادہ نقصان جو پہنچتا ہے اسلام کو وہ اندرونی دشمن سے ہوتا ہے اور وہ یہ مولوی، یہ فرقے جتنے بھی ہیں ان سے پہنچتا ہے۔

جب ''شہید گنج'' کا واقعہ ہوا لاہور میں تو سکھ کہتے تھے یہ ہمارا گردوارہ ہے، مسلمان کہتے تھے یہ ہمارا ہے۔ اسی ہزار مسلمان تھے جو کہ شہید گنج کی طرف (advance) کر رہے تھے۔ میں ان مولویوں کا نام تو نہیں لوں گا کیونکہ یہ بزرگ لوگ ہیں۔ گورے جو تھے انھوں نے اوپر مشین گن فٹ کی ہوئی تھیں۔ نیچے پولیس تھی۔ پولیس کے جو کمانڈر تھے وہ مرزا باقر علی تھے۔ میرے والد صاحب اور یہ کلاس فیلو تھے۔ ان کے والد جنرل مرزا الٰہی تھے تو انگریز ڈی سی نے حکم دیا کہ (Fire) ایس پی یا ایس ایس پی جو تھا اُس نے انگریز کی طرح کہا (Fire) انھوں نے کہا (On Whom?) کہنے لگا (On these mutineers) انھوں نے پوچھا Are they mutineers? They are fighting for the cause of their religion.

یہ کہہ کر بیلٹ اُتاری اور پھینک دی ایک جھٹکے میں۔ کہنے لگا۔

Here is the belt. I do not care for it

تو وہ جو اس وقت موجود تھے (میں اس وقت موجود تو نہیں تھا۔ میں لاہور میں نہیں تھا) وہ کہتے ہیں کہ جب گولی چلتی تھی تو جس کو لگتی تھی تو لاسے ایسے اٹھاتے اور وہ یوں انسانی سروں کے اوپر سے اسے پاس

Marfat.com

کرتے اور پیچھے کی طرف پہنچ دیتے ۔ اس دوران گو لیاں ان کو لگ رہی ہیں ۔ (But they are passing) اس طرح وہ اسے اخیر تک پہنچا دیتے ۔ جب انگریزوں نے دیکھا کہ مشین گنوں نے بھی کام نہیں کیا تو اُس وقت انہوں نے مولویوں کو دعوت پہ بلایا ۔ پتہ نہیں کیا دعوت تھی ۔ اس کے بعد مولویوں نے باہر آ کر کہا: "ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ مسجد شہید گنج تمہیں مل جانے گی ۔ اب تم ختم کرو یہ معاملہ ۔" نعرۂ تکبیر بلند ہوا اور بات ختم ہو گئی ۔

ہم لوگ تو ان کے پیچھے نماز بھی پڑھتے ہیں تو اللہ اکبر تو یہی کہتا ہے تو ہم بھی کہتے ہیں اللہ اکبر ۔ اب دیکھا گیا کہ مرے کون ہیں ۔ پتہ نہیں دیکھو جی ، یہ کون مرا ؟ ارے یہ تو ماما ہے پنساری ۔ اور یہ مارا ہے ، یہ دودھ نہیں بیچتا تھا ۔ یعنی مامے اور بھانجے ہی مرے سارے ۔ کوئی مولوی صاحب وغیرہ نہیں مرا ۔ اب طاہر القادری کے ڈنڈا مار دیا تو شور مچا دیا ۔ قتل تو نہیں کیا ، صرف ڈنڈا مارا ہے ۔ پہلے بادشاہوں کے زمانے میں نبوت کے دعوے ہوتے تھے مگر کسی نے اپنے آپ کو نعوذ باللہ من ذالک محمد نہیں کہا ، کسی نے بھی نہیں ۔ مگر اس لاہور والے ملعون یوسف نے یہ دعویٰ کیا ہوا ہے ۔ موجودہ حکومت جس نے زیادہ اسلام کا نام لیا ہے اور زور دیا ہے ایک لفظ بھی فرقہ واریت کے بارے میں نہیں بولا ۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کسی شخص کی لڑکی کو اگر کوئی اغوا کر لے اور وہ ریوالور لے کر اس کا تعاقب کرے اور اس کو مار دے تو آپ کیا کہیں گے ؟

Marfat.com

لندن میں ایک مقدمہ پیش ہوا ۔ وہ میجر تھا۔ جنگ میں اُس نے حصہ لیا تھا۔ اپنی بیوی کی بد چلنی کی وجہ سے اس کو گولی ماردی تھی Arrest ہوگیا تھا۔ جب وہ کورٹ میں گیا تو اس کے تین یا چار جو میڈلز تھے وہ اس کی وردی پہ تھے۔ اس نے کہا "می لارڈ، میں نے چھوٹی سی ایک بات کرنی ہے کہ ملک کی عزت بچانے کے لئے میں نے توپخانہ میں اپنی ذمہ داریاں پوری کی ہیں۔ میں نے سینکڑوں آدمی مار دیئے اور مجھے تمغے ملے جو آپ میرے سینے پر دیکھ سکتے ہیں۔ جب میں نے اپنی عزت بچانے کے لئے ایک عورت کو مار دیا تو میں پھانسی کے قابل ہوگیا۔ یہ کیا انصاف ہے؟ What is this way of thinking?"

ایک لفظ ہے فرقہ واریت۔ میں کہتا ہوں شیعاؤں کے لئے اتنا انتظام ہے۔ حکومت سُنیوں کی ہے۔ کیونکہ مجارٹی یعنی اکثریت انہی کی ہے آپ ایران میں جائیں۔ ان کا آئین (Constitution) باقاعدہ پڑھیئے، اس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ کوئی غیر شیعہ (President) نہیں ہوسکتا۔ (It is written) یہاں تو بہار آئی ہوئی ہے۔ تقسیم ہورہی ہے جب بے نظیر وزیراعظم تھی تو کہتی تھی میری ماں شیعہ ہے۔ اب کہتی ہے ہم حسینی ہیں۔ اب حسینی بن گئی ہے۔ بتائیں کیا کریں۔ ڈنڈا مارا تو اخباروں میں مولویوں نے شور مچا دیا لیکن اُس یوسف خبیث نے اتنا شور مچایا ہوا ہے۔ نہ تو وہ حکومت سے خوش ہے اور نہ کسی اور سے، اُس کو تو کوئی کچھ نہیں کہتا۔

Marfat.com

دس پندرہ روز پہلے فیصل آباد میں ایک (Gathering)
تھی۔ کوئی جلسہ تھا۔ فیصل آباد میں کافی خبیث ہیں۔ کیونکہ وہاں وہابی
بہت رہتے ہیں، بدعقیدہ لوگ۔ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان
میں بکنا شروع کیا۔ ایک نوجوان اٹھا۔ (یہ میں نے اخبار میں پڑھا تھا)
وہ گھر گیا۔ ریوالور لے کر آیا اور اُس نے وہیں کھڑے اُس کو
شوٹ کر دیا اور خود کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ اس نے اپنے بھائی کو کہا۔
"رونے کی کوئی ضرورت نہیں، میں نے شہادت پائی، میں نے اپنے آقا
(صلی اللہ علیہ وسلم) کی آن پر جان قربان کر کے جام شہادت نوش کیا۔ میں
مطمئن ہوں۔"

کبھی کسی مولوی کی ایسے جام شہادت کی آواز آئی ہے؟ ہاں ڈنڈے
کھلنے تو شور مچ گیا۔ جب مولوی صاحب کو گولی لگتی ہے تو کہتے ہیں ہم
طوفان مچا دیں گے۔ اب طاہر القادری صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا مرتبہ
بلند کرے۔ اُن کے پیر صاحب کی گاڑی گم ہو گئی، بیٹا بھی اغواء ہو گیا، کوئٹہ
میں تھے۔ وہ خان قلات کے قریبی رشتہ دار تھے۔ یعنی اُن کی بیوی جو تھی
وہ وہیں کی تھی۔ نواز شریف تھے ان دنوں وزیر اعظم، یہ ان کے مُنہ چڑھے
ہوئے تھے۔ خیر ہوتے ہوتے انہوں نے اعلان کیا کہ اگر یہ معاملہ اتنے دن
کے اندر طے نہیں ہوا تو ہم کفن بردار جلوس نکالیں گے۔ چنانچہ کفن بردار
جلوس نکالا گیا۔

پیر مقصود نہیں ہے مقصود ذات نہیں ہے، پیر راہبر ہے مقصود

Marfat.com

جو ہے وہ اللہ کی ذات ہے۔ ۔ پیر آپ کو اس تک پہنچانے والا ہے اور مولوی؟ دیکھئے جو انھوں نے (Comments) کی ہیں۔ میں ابھی آپ کو اقتباسات سُنواؤں گا آپ سُن لیجئے گا تو پھر آپ خود نتیجہ دیجئے کہ میں آپ کو سچ کہتا ہوں۔ آپ میرے پیارے مُرید ہیں۔ اپنے دین کی حفاظت کریں۔ یہ قال قال پر نہ جائیں ٹٹولنا تمھارا کام ہے۔ ایک بات میں تمھیں بتا دوں بریلوی Sect (فرقہ) کے بارے میں۔ ایک بات تو میں کہہ سکتا ہوں کہ میری نظر سے اتنے مطالعہ کے بعد ابھی تک ان کا کوئی لٹریچر یا کوئی کتاب ایسی نہیں گزری جس میں انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تذلیل کی ہو یا اولیاء کرام کی تذلیل۔ بس اتنا میں بتا دوں۔ دیوبندیوں نے تو یہاں تک بھی کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اگر نماز میں نعوذ باللہ من ذالک ثم نعوذ باللہ من ذالک خیال آجائے تو بیل ا[illegible]ہے سے بدتر ہے۔

تو اب میں اپنے بیٹے حامد کو کہوں گا کہ وہ (میری طبیعت آج ٹھیک نہیں) آپ کو پڑھ کر سُنا دے۔ آپ بڑے غور سے سُنیے گا اور دیکھئے گا کہ تم کتنے ظالم ہیں۔

(ڈاکٹر حامد صاحب پڑھتے ہیں)

کون یزید؟ اسلام کی مقدس پیشانی پر ایک بدنما داغ، دین کی پاک چادر پر ایک سیاہ دھبہ اور مذہب کی نورانی ماتھے پر ایک کلنک کا ٹیکہ۔ کون یزید؟ جس نے خلافت اسلامیہ کی بجائے شخصی حکومت کی بنیاد ڈالی

Marfat.com

جس نے امانت الٰہیہ میں خیانت کی اور جس نے اپنے باپ کی وصیت کو بھلا کر خلفائے راشدین کے ہر نقش حق پرستی کو مٹا دیا۔ یزید کو حضرت امام حسینؑ کے مقابلے میں کھڑا کرنا ہی دین کی توہین ہے اور اسلام سے جنگ ہے اس لئے کہ یہ پیکرِ فتنہ و شرارت، وہ مجسمۂ حق و ہدایت۔ یہ دُنیا کا بدمست، وہ دین میں سرمست۔ یہ باطل پرست وہ حق پرست۔ یہ مجسمۂ کفر و طغیان وہ پیکر دین و ایمان۔ یہ فسق و فجور میں مبتلا وہ سراپا تسلیم و رضا۔ یہ مکر و فریب کی جاگتی تصویر وہ اخلاق محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندہ تفسیر۔ یہ اسلام میں ایک نفسِ شریر وہ وارثِ چادر تطہیر۔ تو پھر ؎

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

یعنی مٹی کو عالم بالا سے کیا نسبت ہے؟ مگر میں پیش لفظ میں لکھ آیا ہوں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں خارجی گروہ اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ ناموسِ اہل بیت پر حملہ آور ہو چکا ہے اور وہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں یزید کو خلیفہ برحق، متقی، پیدائشی جنتی، امیرالمؤمنین، خلیفۃ المسلمون اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ کر اور اس کو حضرت امام حسینؑ کی شہادت میں بری الذمہ قرار دے کر محبانِ اہلِ بیت اور غلامانِ عطرتِ پیغمبر کے دلوں کو زخمی کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں ضلالت و گمراہی بھی پھیلا رہا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ابو یزید محمد دین بٹ لاہوری نے رشید ابنِ رشید کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے۔ جس میں اس نے یزید کی حمد و ثناء اور تعریف و توصیف کر کے (غور سے سُنیئے) مذکورہ بالا تمام القاب یزید کو دیئے

Marfat.com

ہیں اور شہزادۂ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام کو حکومت کا باغی، دین کا دشمن اور فتنہ پرور اور حکومت کا لالچی اور غلطیوں کا پُتلا لکھا ہے (نعوذ باللہ) اور حضرت علی مرتضیٰؓ کو فاسق و فاجر لکھ کر آپ کی خلافت حقہ کا مذاق اڑایا ہے اور پھر اس کتاب کی تصدیق خارجی گروہ کے بائیس مولویوں نے کی ہے، جن کا تعلق دیوبندیت سے ہے، جن کے نام یہ ہیں، ایک مسئلے کے جواب ہیں۔

نمبر(۱): مولوی سید اظہار الحق، سہیل شاہ۔ خطیب جامع مسجد و مہتمم مدرسۃ اسلامیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، لائل پور۔

یہ خارجی مولوی لکھتا ہے کہ میں سیدنا یزید کی روح کو سلام بھیجتا ہوں، جو کہ امیر المومنین ہے۔

(حضرت صاحب کے ریمارکس) سُن لیں عزیزانِ من! یہ ذرا کان کھول کر سُنیں کہ کیا لکھتا ہے۔ سُنیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ ہم لوگ صرف اپنے گھروں میں مست ہیں۔ کھانا اچھا کھاتے ہیں۔ لیٹ گئے۔ فضولیات سُن رہے ہیں۔)

(نمبر ۲) مولوی عبدالوحید غلام محمد، مولوی فاضل دیوبند۔ راجن پور ڈیرہ غازیخان لکھتا ہے کہ "حضرت یزیدؒ ایک جلیل القدر مجاہد اسلام ہیں اور میرا ایمان ہے کہ وہ ضرور جنتی ہیں۔ اور مجھے اپنے والد کے متعلق تو اتنا یقین نہیں کہ وہ ضرور جنتی ہیں لیکن حضرت یزید کے متعلق میرا ایمان ہے کہ وہ ضرور جنتی ہیں ورنہ حدیث کا انکار کرنا پڑے گا۔

(بحوالہ کتب رشید ابن رشید صفحہ ۳۴۱۔۳۴۲)

Marfat.com

نمبر ۳ : مولوی غلام مرشد، سابق خطیب شاہی مسجد لاہور۔
نے لکھا ہے کہ جو الزامات امیر المومنین حضرت یزید پر لگائے جاتے ہیں، وہ غلط اور بے بنیاد ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے والے صحابہ کرامؓ نے یزید کی بیعت کر کے اسے اپنا امیر اور امام تسلیم کر لیا تھا، لہٰذا یزید کی صداقت کا اس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔ (حوالہ کتاب رشید ابن رشید صـ ۳۴۲)

نمبر ۴ : مولوی ظہیر الدین، چک نمبر ۳۱۵ گ ب، ضلع لائل پور
نے ابو یزید کے ایک خط کے جواب میں لکھا ہے کہ "محترمی بٹ صاحب! آپ نے یزید کے متعلق دریافت کیا ہے کہ وہ کیسے شخص تھے اور اس کے بارے میں ہمیں کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے، تو اس کے متعلق عرض ہے کہ حسینؓ کے قتل میں یزید کا کوئی دخل نہیں اور نہ ہی اس کو علم تھا، بیشک یزید خلیفہ برحق تھے۔ (حوالہ کتاب رشید ابن رشید ۲۴۹)

نمبر ۵ : مولوی مفتی بشیر احمد، خطیب جامع مسجد پسرور، ضلع سیالکوٹ
نے تحریر کیا ہے کہ شیعہ مذہب میں ظالم اور فاسق کی بیعت بدترین گناہ ہے اور اگر یزید فاسق و کافر تھا تو سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کیوں کی؟ (حوالہ کتاب رشید ابن رشید صـ ۳۶۳)

نمبر ۶ : مولوی سید نور الحسن شاہ بخاری
مہتمم مرکزی تنظیم اہلسنت، جوہر گیٹ ملتان۔
نے لکھا ہے کہ محترم المقام! وعلیکم السلام، یاد فرمایا شکریہ، جواباً

Marfat.com

عرض ہے کہ یزید کے مسلمان ہونے پر تو تمام مسلمانوں کو اتفاق ہے ۔ جو لوگ اس زمانے میں یزید کو کافر کہتے ہیں، اُن کا ایمان مشتبہ ہے ۔ البتہ اس کے فسق و فجور پر اختلاف ہے ۔ بعض اکابرینِ اُمّت نے اُس کے فسق کو تسلیم کیا ہے ۔ اس فسق و فجور کی مہم میں زیادہ تر اعدائے دین کا ہاتھ کام کرتا ہے ۔ بہ فرضِ محال فاسق تسلیم بھی کر لیا جائے، تو آج کل کے فاسق کہنے والوں سے تو زیادہ فاسق قطعاً نہیں ہوگا ۔ (حوالہ کتاب: رشید ابنِ رشید ص ۳۴۶)

یہ ہے خارجی گروہوں کے مولویوں کا یزید کے بارے میں اعتقاد اور ایمان ۔ اور آؤ اب اپنی مستند کتابوں معتبر تاریخوں اور اکابرینِ اسلام کے اقوال کا مطالعہ کریں ۔ اور پھر انصاف پسند نگاہوں اور حقیقت شناس دل سے تجزیہ کریں کہ کون حق پرست ہے اور کون باطل پرست اور باطل کا پجاری کس کا دل سعید ہے اور کس کا دل شقی ہے ۔ محبِ اہلِ بیت کون ہے اور دشمن اہلِ بیت کون ہے ۔ غمِ حسین میں رونے والے کون ہیں اور آپ کی شہادت پر قہقہے لگانے والے کون ہیں اور پھر معلوم ہو جائے گا کہ یزید کا رُخِ کردار کیا تھا اور اس نے اسلام پر کیا ظلم کیا ۔ اور اس کی غیر اسلامی اور شخصی حکومت نے دین کو کتنا نقصان پہنچایا اور اس کے فسق و فجور نے شریعتِ مصطفٰے علیہ السلام کا کس طرح مذاق اڑایا ۔

(حوالہ کتاب البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۲۳۱ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۶)

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید المرسلین علیہ السلام سے سُنا کہ بنی اُمیّہ میں پہلا وہ شخص یزید ہوگا جو میری سُنّت کو تبدیل کرے گا "

Marfat.com

قربان جاؤں فرمانِ مصطفٰے کے کہ ایک سو سال پہلے ہی فرما دیا کہ جو پہلا شخص میری سُنت کو تبدیل کرے گا اس کا نام یزید ہوگا۔ نبی کریم علیہ السلام کی زبان حق ترجمان سے نکلی ہوئی بات کبھی بھی جھوٹ نہیں ہو سکتی۔ تو پھر یزید نے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ضرور سُنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تبدیل کیا ہوگا۔

پھر میں یزید کے حامی ابو یزید لاہوری اور دوسرے خارجی مولویوں سے پوچھتا ہوں کہ جو شخص سُنت رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کو تبدیل کرے، تو تمہارے نزدیک وہ شخص کون ہے؟ اور قرآن پاک کا فیصلہ ہے کہ

"یا ایھا الذین امنو لا .... الخ

یعنی اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت نہ کرو" مطلب یہ کہ اللہ کے فرض کو نہ چھوڑو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنتیں نہ ترک کرو۔

اور پھر فرمایا" اطیع اللہ و اطیعو الرسول"

"یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو"

اللہ کی اطاعت اس کے فرائض کی پابندی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اُن کی سُنتوں کی پابندی ہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۱ میں) کہ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اے مسلمانو! میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑنے سے تم گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسری میری سُنت ہے"

Marfat.com

اس حقیقت سے یہ ثابت ہوا کہ سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کرنے والا یا اس میں کسی قسم کا ردّو بدل کرنے والا گمراہ و بے دین ہے۔ تو یزید نے بھی سُنّتِ رسُول (صلی اللہ علیہ وسلّم) کو صرف تبدیل ہی نہیں کیا تھا بلکہ ترک ہی کر دیا تھا۔ تو گویا یزید کی احادیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے مطابق گمراہ اور خارج از اُمّتِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلّم) کیوں نہ سمجھا جائے۔ جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ "جس نے میری سُنّت سے اعراض کیا وہ میرا اُمتی نہیں ہے۔"

ہاں اگر سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلّم بنو امیہ سے کسی فرد کا نام نہ لیتے تو یزید کے پرستار خارجی مولویوں کے لئے اس کو بچانے کی گنجائش ہو سکتی تھی۔ مگر کملی والے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے تو یزید کا نام بتا کر اس کی گمراہی، بے دینی، فسق و فجور اور اس کے خارج از اُمّت ہونے پر مُہر ثبت کر دی۔ (حوالہ کتاب شرح عقائد نسفی ص۱۱۷)

یہ میں نے اس لئے بیان کیا تھا کہ میں پہلے زبانی آپ کو بتا دوں۔ تو آج میں نے لفظ بہ لفظ دو چار آپ کو سُنوا دیئے ہیں تاکہ یہ دل میں بیٹھ جائیں اور یاد رہیں اور آپ کسی کے سفید رنگ یا سفید داڑھی، یا قال قال زیادہ کرنے سے متاثر نہیں ہوں گے۔ آپ کا فرض ہے ٹٹولنا کہ عقیدہ کیا ہے۔ یاد رکھو، ایمان اور عقیدہ ایسے بندھے ہوئے ہیں جیسا روح اور جسم۔ اگر ایمان ہے اور عقیدہ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر عقیدہ خراب ہے تو ایمان بالکل تباہ ہو گیا، برباد ہو گیا۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر چیز عیاں تھی لیکن مصلحتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہتے تھے۔ بعض دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے تھے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غسل دیا تھا پیدائش کے وقت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "آج میں علی کو پہلا غسل دے رہا ہوں اور آخری غسل علی مجھ کو دے گا۔"

عمر و بن سعد کے والد وہ صحابی تھے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ اُحد میں زخمی ہوئے تھے تو انہوں نے کفار پر پہلا تیر چلایا تھا تو اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "اسی طرح اس کا لڑکا (امام حسینؓ) پر پہلا تیر چلائے گا۔" یہ نہیں کہ باتیں سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیاں نہ تھیں۔

تو عزیزانِ من! یہ سب کچھ ہوا، اہل بیت واپس ہوئے، دنیا دار لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ بات ختم ہوگئی۔ ایسی بات نہیں۔ یہ رب کے محبوب کی بات تھی۔ اتنی زبردست آزمائش کیوں ڈالی؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کو کیوں کہا؟ کیونکہ ہر چیز کی تکمیل جو ہے اور بلندی اور اس کا اعلیٰ وارفع ہونا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے، امام المرسلین تھے۔ ہر صفت آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھی۔ تمام انبیاء کرام میں جتنی صفتیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی صفات کا مجموعہ تھے۔

دوسرے نبیوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سب سے زیادہ معجزے

Marfat.com

دیئے یعنی نور۔[9] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین سو معجزے تھے جو گنے گئے تو یہ کیا بات ہے؟ سوچنے کی بات ہے۔ ان باتوں کو صرف فقیر ہی حل کر سکتے ہیں، اہلِ ظاہر نہیں کر سکتے۔ بات یہ تھی کہ جب شہادت ہوتی جاتی تھی تو پھر وہ ساتھ ہی کہتے تھے کہ "اے اللہ! اہلِ بیت کی شہادت کو قبول کر۔ اے اللہ، اس کا بدلہ ہمیں قیامت والے دن دیجیو، اور وہ بدلہ یہ کہ ہمارے نانا جان (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کے جتنے بھی گنہگار ہیں، ان کو بخش دیجیو"

اس عمر میں اتنی بڑی قربانی اس لئے کی ہے کہ سب سے زیادہ جو امتی ہیں وہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہیں اور اسی طرح سب سے زیادہ دوزخی بھی انہیں میں ہیں۔ خیر جو چیز میں کہنا چاہتا تھا وہ یہ کہ بات ختم نہیں ہوئی تھی۔ یزید پر دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ مرگی (Epilepsy) کے۔ مرگی سب سے پہلے یزید کو ہوئی۔ بڑے علاج کئے لیکن کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ پھر یہ حضرت امام زین العابدینؓ کے پاس آیا اور کہا "میری بخشش کی کوئی صورت ہو سکتی ہے، مجھے کچھ بتایئے میں پڑھوں۔"

دیکھئے میں کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اہلِ بیت ہیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور سے ہیں، تو یہ بھی نور سے ہیں۔ نور سے فتور نہیں پیدا ہو سکتا، نور سے نور ہی پیدا ہوتا ہے۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پر اتنا اثر تھا اس شہادت کا کہ آپ زندگی بھر کبھی مسکرائے نہیں اور بولتے بھی بہت کم تھے، نہ کسی سے ملتے تھے، گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ آپ کا فقہ پر اتنا عبور تھا کہ تمام اہلِ بیت کا ذرا سا بھی کوئی نکتہ

Marfat.com

آیا نا، تو آن واحد میں وہ نکتہ حل کر دیتے تھے۔ آپ نے کہا اچھا میں بنا دیتا ہوں۔ آپ نے بتایا کہ دوگانہ پڑھو، ٹھیک ہو جاؤ گے۔"

جب یہ دوگانہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو مرگی کا دورہ پڑا، جب بھی اس نے دوگانہ پڑھنے کی کوشش کی اس کو مرگی کا دورہ پڑ جاتا تھا۔ جب آخری وقت آیا تو اس کو قولنج کا درد ہوا۔ وہ ایسا شدید تھا کہ تین دن، تین راتوں تک جب بھی وہ پانی پینے کی کوشش کرتا تو وہ اندر نہیں جاتا تھا۔ بھوک سخت لگی ہوئی تھی، لیکن جب بھی روٹی کا ٹکڑا منہ میں ڈالتا تو وہ بھی نکالنا جاتا تھا۔ اسی طرح یہ تڑپ تڑپ کر مرا۔ مرنے سے پہلے یزید نے اپنے بیٹے کو بلایا تھا جس کا نام تھا معاویہ، اُسے کچھ ہدایتیں دیں اور کہا "میرے بعد تم ہو۔" معاویہ نے کہا: "میں ایسے ظلم کی گدی پر بیٹھنا نہیں چاہتا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کے خُون کی بُو آ رہی ہو۔ میں ہرگز نہیں بیٹھوں گا۔ جس کو مرضی ہے بٹھا دو۔"

جب یزید مر گیا تو لوگوں نے زبردستی معاویہ کو بٹھا دیا، لیکن وہ اپنے کمرے کے اندر چلا گیا اور پندرہ روز تک وہ اپنے کمرے سے نہیں نکلا، اور اس کے بعد اعلان کیا کہ میں حکومت سے دستبردار ہوتا ہوں۔ تم اپنے معاملات خود بہتر سمجھتے ہو، جسے چاہو اپنے لئے منتخب کر لو۔

اب ایک دور اور ہے جو میں بتانا چاہتا ہوں، اس کے بعد ختم کر دوں گا۔ وہ وقت نازک جو تھا وہ تو اہلِ بیت کا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے ان پر یعنی دشمنانِ اہلِ بیت پر آفت اور بلا مسلط کر دی۔ ایک شخص تھا جس

Marfat.com

کا نام مختار بن عبید ہ تھا۔ جو اپنے دل میں اقتدار کی ہوس رکھتا تھا۔ اس نے خونِ اہلبیت کا بدلہ لینے کے لئے علم بلند کیا اور ایک لشکر جمع کر کے کوفہ پر حملہ کر دیا اور کوفہ کے حاکم ابنِ مطیع کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا پھر حکم دیا کہ کوفے کی اینٹ سے اینٹ بجا دو، اور جب تک میں نہ کہوں تلواریں میان میں نہ کرنا اور اگر شبہ پڑ جائے کہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے خلاف کچھ کیا ہے تو اس کے گھر کی اینٹیں تک اکھاڑ دو۔ بے شک مر جائے" تو اتنا خون بہا کہ لوگوں نے حال و پکار کی کہ نسلیں ختم ہوگئیں۔ اس نے کہا" واللہ ابھی انتقام پورا نہیں ہوا" ہوش آ گیا سب کو اور اس نے کافی طبیعت صاف کر دی۔ ان کو ایک ایک کر کے حاضر کیا گیا، کہا شمر کو حاضر کرو، اور کہا۔ اس ہاتھ سے تُو نے تلوار اٹھائی تھی۔ کہا کاٹو اس کے ہاتھ میرے سامنے۔ پھر اُس نے کہا ابنِ زیاد جو گورنر تھا اس کو حاضر کرو، کہا یہ تھا، اس نے حکم دیا تھا کہا ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔

اُس نے کہا" عمرو بن سعد کہاں گیا" وہ کہنے لگا جی میں کچھ...... کہا کوئی بات، کوئی عذر نہیں سُنا جائے گا۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔" یعنی ایک قیامت مچی ہوئی تھی۔ جس طرح اہل بیت کو پناہ نہیں ملی تھی، ان کو بھی پناہ نہیں مل رہی تھی۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس میں دیر نہیں لگی۔ (Compare the two things) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا" اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)، حضرت یحییٰ کو جب قتل کیا گیا تو میں نے ستر ہزار آدمی کی جان لے لی تھی" اور آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادوں اور اہل بیت کا جو خون بہا، اس کے بدلے ستر ہزار سے دگنا کا خون بہے گا تو خون بہا پورا ہوگا۔ تو ان لوگوں کا یہ حشر ہوا۔ ہمارے یہاں مصیبت یہ ہے کہ ہم (Goody goody type) ہوتے جا رہے ہیں۔ مثلاً لوگ مجھ سے آکر ان کے متعلق پوچھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کو دین کی طرف لگا دینا چاہیئے تھا۔ اس سے مراد یہ کہ ان کے اندر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اہل بیت کی محبت پیدا کرنی چاہیئے تھی۔ جیسا کہ میں نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ مجھے جو دینی اور دنیاوی ترقیاں ملیں روحانی درجات میں ترقیاں عطا ہوئیں۔ آج میں جس ولی کی طرف خیال کرتا ہوں وہ نسبت سے دیکھتا ہے تو یہ صرف پنجتن پاک سے محبت کرنے کا نتیجہ ہے۔ میں کسی ولی کی طرف رجوع کروں، بڑی شفقت دیتا ہے۔ جب اتنا سستا سودا ہے تو Investment کیوں نہیں کرتے۔ مہینے میں اگر ایک پنجتن پاک کا ختم ہی دے دو۔ یا دو مہینے میں دے دو۔ تو ایک تعلق ایک رشتہ قائم ہو جائے گا۔ تو فقیروں سے رشتہ قائم کرنا چاہیئے، مطابقت قائم کرنا چاہیئے۔ ان کا تعلق ایسا ہے کہ جیسا ان کے جسم کا لباس بھی اگر ان سے Touch کر جائے تو اویسی بیعت ہو جاتی ہے۔

میں آج سے سولہ سترہ برس پہلے اسلام آباد میں خطاب کر رہا تھا تو حالت جذب کی تھی۔ میں نے کہا "تم اہل اللہ کا مقام، جن پر اللہ کا کرم ہوتا ہے، نہیں سمجھتے۔ وہ اگر خیال بھی کریں تو ان کے کپڑے بھی ذکر کرنے لگتے ہیں:

Marfat.com

بس میں نے اتنا کہنا تھا کہ میرے Collar جو تھے ان سے ذکر شروع ہو گیا۔ سب محوِ حیرت ہو گئے کہ یہ کیا بات ہو گئی۔ میں نے کہا۔ تمہاری سمجھ میں نہیں آسکتا۔ ابھی بالغ نہیں ہوئے ہو اس راہ میں۔ جب بالغ ہو گئے تو سمجھ لو گے۔

اب میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ نسبت بڑی چیز ہے۔ اب میری قلندرہ ہیں آپ ان کے مقامات سے واقف نہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کرم کیا ہوا ہے۔ میں آج آپ کو یہ واقعہ سُنانا تو نہیں چاہتا تھا لیکن سُنائے دیتا ہوں تاکہ آپ بھی جان جائیں بعد میں Demonstrate بھی کر دوں گا۔ میں کبھی کبھی انہیں اپنے حجرے میں توجہ دے دیتا ہوں جب میری طبیعت ٹھیک ہوتی ہے۔ یہ میرے حجرے میں آئیں تو یوں کھڑی رہیں۔ ان کو بڑی لالچ ہوتی ہے توجہ کی۔ اتنی حرص ہوتی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور مجھے اپنے اوپر افسوس ہوتا ہے بعض دفعہ میری بیماری کی وجہ سے اور بعض دفعہ میں بیماری کی حالت میں بھی ان کو توجہ دیتا ہوں' ایک دن ان کے اندر بڑا جذبہ تھا۔ میرے حجرے میں آئیں اور کچھ میری طبیعت بھی قابو میں نہیں تھی۔ میرا گرم ہاتھ ان کو لگ گیا اور ان پر جذب طاری ہو گیا۔ ان کی کیفیت یہ تھی کہ یہ بالکل قابو میں نہیں تھیں۔ میں تو دیکھ رہا تھا کہ ان کی ہر چیز ذکر میں ہے۔ حتیٰ کہ اُن کے ہاتھ میں یہاں ایک انگوٹھی تھی وہ ان کی انگلی سے نکلی اور فضا میں رقص کرنے لگی۔ یہ جس طرف بیٹھی تھیں وہ میرا پنکھا بالکل مخالف سمت میں تھا اور وہ ان کی انگوٹھی اسی جذب کی

Marfat.com

حالت میں پنکھے کے اندر گھس گئی اور اب تک پنکھے کے ساتھ وہ رقص کرتی رہتی ہے، گھومتی رہتی ہے وہ میں نے Preserve کر لی ہے۔ آج میں پنکھا یہاں رکھ دوں گا۔ سب دیکھ لیں اس انگوٹھی کو۔ کیا بہار ہوتی ہے جب وہ پنکھا چلتا ہے، گھومتا ہے۔ آپ یہ دیکھ لیں، میں اس لئے نہیں کہتا، ان کے اور بھی مناقب ہیں کیونکہ یہ شرما جاتی ہیں اور یہ نہیں چاہتیں کہ ان کا ذکر کیا جائے۔

لیکن عزیزانِ من! یہ آپ سے بڑی محبت کرتی ہیں، آپ لوگوں کی بڑی خدمت کرتی ہیں میں نے دیکھا ہے کہ لوگ کھلاتے پلاتے تو ہیں لیکن دل تنگ کر کے اور یہ جب کھلانے پلانے کا معاملہ آتا ہے تو بڑی خوش ہو کر کھلاتی ہیں۔ جمعہ کا جو لنگر ہوتا ہے، جیسے اُن کی عید ہو جاتی ہے اور انہوں نے کبھی کسی سے پیسہ نہیں مانگا۔ یہ جمعہ کا جو لنگر ہوتا ہے اس پر دو ڈھائی ہزار روپیہ کا خرچہ ہے، کبھی نہیں مانگا۔ نہ کسی کو کہا کہ یہ دو وہ دو، حالانکہ اتنے پروجیکٹس ہیں، پبلی کیشنز ہیں۔ آخر لوگ سوچتے ہیں کہ بھئی یہ اتنی کتابیں ہیں، ایک ایک کتاب چھ چھ دفعہ چھاپی گئی ہے۔ لاکھوں روپے کا خرچہ ہے، یہ کہاں سے آیا۔ جس کا فرض ہے وہ سمجھے، نہیں سمجھے تو انہیں کوئی پرواہ نہیں۔

تو اب میں یہاں ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو برکتیں دے۔ یہ ہماری محفل قبول کرے، نور کی بارشیں فرمائے۔ خدا آپ سب کو سکھی رکھے۔ جہاں کہیں بھی ہوں۔ اللہ سُنے نہ سُنے، میں مجبور آدمی ہوں۔ اب مجھ

Marfat.com

پر بڑھاپا ہے۔ بیماریاں ہیں، دم اور طاقت نہیں ہے، لیکن آپ کی محبت میں بیان کرنے آجاتا ہوں۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنتاو فی الاٰخرۃ حسنتاو قنا عذاب النار ٥

اے اللہ! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر کرم فرما۔ پنجتن پاک کے مراتب و درجات بلند سے بلند فرما۔ اے اللہ تُو میرے روحی بچے اور بچیاں، جو جو، جس وجہ سے پریشان ہیں، اے اللہ میں بوڑھا آدمی ہوں، کمزور آدمی ہوں، میں اُن کے غم کو برداشت نہیں کرسکتا۔ میں نے اب تک جو خیر کی دُعائیں کی ہیں ان کو قبول فرما۔ ان پر عنایتوں کی نظر فرما۔ اور بد دُعائیں جو کی ہیں جن کے لیے، اُن کو بھی قبول فرما۔ دشمنوں کو تباہ کر، اُن کے مُلکوں کو تباہ کر۔ ہمارے اندر جو دشمن ہیں ان کو تباہ کر اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما۔ ان کی ذلت کو عزت میں بدل، مگر پہلے ان کو سچا اور پکا مسلمان بنا دے۔ اور اے اللہ! میری پیاری رابعہ قلندرہ کے درجات و مراتب بلند کر۔ اے اللہ، جو یہ خدمت کر رہی ہیں، یہ بے مثال ہے، بے نظیر ہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہیں بھی، میں نے نہیں دیکھا کہ میرے بعد میرے یہاں اسی طرح کا سسٹم تھا، میں کسی سے چندہ وغیرہ نہیں لیتا تھا، حالانکہ میں چاہتا تو سب کچھ ہوسکتا تھا۔ لیکن اس کے بعد میں نے یہاں دیکھا کہ یہ ہو رہا ہے۔ میں اتنا امیر آدمی تو نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر پریشانی اور دُکھ سے محفوظ رکھے۔

اے اللہ! ان کے صدقوں کو قبول کر۔ ان کے بچوں کو صحت دے

Marfat.com

اور عارف کو صحت دے اور بھی جو بیمار ہیں ان کو بھی صحت دے۔ آمین
اب وہ پنکھا اٹھا کر لے آئیں میرے تجربے سے، بالکل کونے میں رکھ دیں۔ کافی فاصلہ ہے اب آپ اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ یہ چلتا ہے چلتا رہے گا اور دوسری طرف سے یہ کیا بہار دے رہی ہے۔ پنکھا چلتا ہے، وہ رقص کرتی ہے۔ تو اللہ کے بندوں کی یہ باتیں ہیں، یہ نشانیاں ہیں، میرا بیٹا جو ہے یہ حامد، ایک دن اس کی .C.C.U میں ڈیوٹی تھی، ایک مریض کی حالت اتنی خراب تھی کہ دیکھی نہیں جاتی تھی۔ اس مریض کی بیوی نے باہر آکر کہا یہ آدمی (شوہر) غلط ہے۔ یہ اٹھائیس دن ہو گئے ہیں مجھ سے اس کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔ ڈاکٹر صاحب! میں آپ سے کیا چھپاؤں۔ اس نے کوئی گناہ نہیں چھوڑا دُنیا میں۔ اب حالت اس کی یہ ہے کہ جان نہیں نکلتی۔ میں آپ کو کہہ رہی ہوں کہ کوئی ٹیکہ ایسا لگا دیں کہ جان نکل جائے۔

ڈاکٹر حامد نے کہا کہ یہ Medical Ethics (طبی اخلاقیات) کے خلاف ہے۔ پھر کہا اچھا، آپ اس کا سینہ صاف کر دیں، خوشبو وغیرہ لگا دیں، اسٹاف دیکھ رہی تھی۔ کہنے لگے میں نے حضور کی تسبیح جو تھی وہ اس کے سینے پر رکھ دی اور دو منٹ بعد وہاں یعنی (.E.C.G) پر Straight Line آگئی اور اس کی موت واقع ہو گئی۔ ٹھیک دو منٹ بعد۔

تسبیح میری تھی، کلام اللہ کا تھا اس پر پڑھا ہوا، ہاتھ میرے

Marfat.com

لگے ہوئے تھے، کئی چیزیں شامل تھیں۔ عقیدہ بڑی چیز ہے۔

(اب وہ پنکھا) یہاں کسی بڑی چیز پر رکھ دیں، تاکہ دیکھ سکیں،
ذرا اس طرف رکھو کہ ہم بھی نظارہ کریں۔ ہم نے کیا گناہ کیا ہے، اب آپ پانچ پانچ چھ چھ کی ٹولیاں آکر دیکھ لیں۔ مرد حضرات، یہ دیکھیں انگوٹھی جارہی ہے، آپ ویسے کوشش کریں تو اندر نہیں جاسکتی۔ بڑی بات ہے آپ کوشش بھی کریں تو اندر نہیں جاسکتی۔ جو دیکھ چکیں وہ پیچھے ہٹ جائیں، دوسروں کے لئے جگہ چھوڑ دیں۔ یہ میری قلندرہ کی انگوٹھی ہے، یہ پہنی ہوئی تھی انہوں نے۔ جذب میں آکر ہوا میں رقص کرتی رہیں۔ پھرتی دور یہ پنکھا گھوم رہا تھا اور یہ گھوم رہی تھی۔ اور بھی دیکھ لو۔ بیٹے آرام سے، آگے آکر، راستہ چھوڑتے جاؤ، آپ ویسے کوشش کریں، اندر نہیں کرسکتے یہ دیکھیں کیسے جارہی ہے۔ کم از کم ایک چکر لگاتے ہوئے دیکھیں۔ عورتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی عزیزی، ولی ہوتی ہیں۔ یہ مردوں نے شور مچایا ہوا ہے کہ عورتیں کچھ نہیں، عورتیں بھی مردوں سے بڑھ جاتی ہیں، یہ بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر بھی کرم کیا ہوا ہے۔ ورنہ رابعہ بصری نہ ہوتیں۔

دیکھ لیا اندر سب نے، عورتوں نے سب نے دیکھ لیا۔ اگر شرما رہی ہیں تو پنکھا اندر بھجوا دوں۔ یہ اندر بھی لگ سکتا ہے، اگر اندر دیکھنا چاہتی ہیں تو پنکھا اندر لگوا دیجئے۔ سب نے دیکھ لیا؛ لیکن اندر سے کسی نے نہیں کہا کہ دیکھ لیا جی۔ اچھا تو اب مردوں میں جو صاحبان دیکھنا چاہتے ہیں وہ آتے جائیں اور دیکھتے جائیں۔ پانچ پانچ اور چھ چھ کی

Marfat.com

ٹولیاں بناکر۔ طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ آپ لوگ ان کے لئے دُعائے خیر کریں۔ یہاں سائنس کیا کرے۔ سائنس کیا کرے۔ اتنی دور پنکھا پڑا ہوا ہے۔ اُس کونے میں یہ پنکھا پڑا ہوا تھا۔ یہ انگوٹھی خوبصورت کتنی لگ رہی ہے اس کی جو چال ہے

سلام اُن خاک نشینوں پہ سوگواروں کا غریب دیتے ہیں پُرسا تمھارے پیاروں کا
سلام تم پہ ہمارے رسُول کے پیارو سلام تم پہ علی و بتول کے پیارو
سلام اُن پہ جو زحمت کش سلاسل ہیں مصیبتوں میں امامت کی پہلی منزل ہیں
سلام اے محسن اسلام کے خستہ تن لاشو سلام تم پہ شہیدوں کے بے کفن لاشو
سلام اُن خاک نشینوں پہ سوگواروں کا غریب دیتے ہیں پُرسا تمھارے پیاروں کا

حضور خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے دو شعر حضور عالی مقام کی شان میں کہے، جن کا بدل آج تک نہیں ہے۔ وہ شعر یہ ہیں ؎

شاہ است حسین علیہ السلام، بادشاہ است حسین علیہ السلام
دین است حسین علیہ السلام، دین پناہ است حسین علیہ السلام
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ الا اللہ است حسین علیہ السلام

پھر دوسرے شعر میں فرمایا ؎

قتل حسین علیہ السلام اصل میں مرگِ یزید ہے اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
اُس حسین علیہ السلام ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام اُس حسین علیہ السلام ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

ذِکرِ شہادت

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَمَّا بَعْد:

عزیزانِ من!

سید الشہداء، امام عالی مقام، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور معرکہ کربلا کے بارے میں تفصیلاً بیان گزشتہ کئی دنوں سے جاری تھا الحمدللہ شہادت کا ذکر اللہ کی دی ہوئی توفیق سے پورا ہوا۔ اور امید ہے کہ آپ سب کو اس کا فائدہ اللہ جلّ شانہٗ عطا فرمائیں گے، اور آپ کے قلوب کو پنجتن پاک کی محبت عطا فرمائیں گے۔

محبت تو کسی سے تب ہی پیدا ہوتی ہے جب اس کو جانا جائے

Marfat.com

پہچانا جائے، مانا جائے۔ جب یہی معلوم نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلِ بیت، قرابت دار اور اُن کا مقام کیا ہے، وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے عزیز ہیں، اور ان کا ادب اور پیروی ذریعۂ نجاتِ اُخروی ہے۔ اس وقت تک محبت کے لئے دل میں حرکت کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر حرکت ہو بھی گئی۔ تو اس میں برکت کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ وہ ایک وقتی سی چیز ہو گئی۔ یعنی خیال آیا، کچھ دیر رہا، پھر ختم ہو گیا۔

ضروری سمجھا گیا کہ بارہ امام کا تذکرہ ہو جائے، جس سے بات مکمل ہو جائے گی۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اہلِ سُنت والجماعت کے اکثر لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ یہ بارہ امام تو شیعوں کے ہیں۔ ہمارا تو ان سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ حضور عالی مقام کی شہادت کا تذکرہ، یا ماتم کرنا وغیرہ یہ تو شیعوں کے مذہب میں ہیں۔ ہمارے ہاں نہیں۔

ادھر شیعہ مذہب نے اس کا مفاد پرستانہ استعمال خوب کیا مگر ان سب چیزوں کے لئے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حُدود و قیود رکھی ہیں۔ اگر یہ چیزیں اللہ کے قانون کے مطابق کی جائیں تو وہ اطاعت باثواب اور باعث خوشنودیٔ باری تعالیٰ ہیں۔ لیکن اگر قرآن و سُنت کو نظر انداز کر کے ماتم اور اس طرح کی محفلیں برپا کی جائیں، جن کا نہ قرآن اور نہ ہی سُنت سے ثبوت مل سکتا ہے تو یہ باعث عذاب ہیں۔ ان کے مقبول ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

Marfat.com

اب جیسا کہ پچھلے بیانوں میں بتایا گیا ہے کہ شیعوں کی جو مستند کتابیں ہیں، جن میں مختلف امامین کریمین کے احکامات درج ہیں۔ اُن میں ماتم کرنے کے بارے میں کچھ نہیں۔ لیکن یہ لوگ معمولی سا تجاوز نہیں، بلکہ اس کے بالکل برعکس اپنی نفسانی خواہشات اور اپنے من ملنے اور من گھڑت طریقوں سے ماتم اور محفلیں کرتے ہیں۔ اور جلوس نکالتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر مسلمان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی محبت عین جزوِ ایمان ہے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ اور یہ سعادت جو شیعوں نے ہم سے چھینی ہے۔ اس کو سعادت کے طور پر ادا کرنے کی بجائے اس میں قباحتیں ہی قباحتیں پیدا کر دی گئی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمیں بھی ایسی محفلیں باقاعدگی کے ساتھ، جوش کے ساتھ، عقیدت کے ساتھ، محبتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم میں غرق ہو کر منعقد کروانی چاہئیں۔ ان محفلوں میں کوئی خرافات نہیں چاہئیں۔ جو علمائے دین ہیں یا پیرانِ عظام ہیں وہ شہادت کا ذکر باتفصیل کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کثرت سے بھیجیں۔ ان ایام میں بالخصوص بدیہ ایصال معرکہ کربلا کے شہداء اور ان کے رفقاء کو پہنچائیں۔ طعام پکا کر غرباء میں تقسیم کریں۔ جیسی بھی توفیق ہو۔ شربت اور دُودھ کی ایسے مقام پر سبیل لگا دیں جہاں سے مسافروں کا گزر ہو۔ اور

Marfat.com

جہاں نزدیک پانی نہ ہو۔ تاکہ وہ ان سبیلوں سے دودھ یا شربت پی کر فیضیاب ہوں۔

عزیزانِ من! بارہ امام کی بات کرنے سے پہلے یہ بہت ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے وصال کے بعد جو چار خلفاء ہوئے۔ جنہیں خلفائے راشدین کہا جاتا ہے۔ ان کا بھی بہت مختصر تذکرہ ہو جائے۔ امید ہے آپ سب جانتے ہوں گے۔ مگر بعض دفعہ کسی بات کا دہرا دینا بھی مفید ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے وصالِ مبارک کے بعد خلفائے راشدین میں سے پہلے خلیفہ امیر المومنین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوئے۔ آپ کا اسمِ شریف عبداللہ بن ابی قحافہ تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ بھی قوم قریش میں سے تھیں۔ آپ کی نسبت پانچ واسطوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے جا ملتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ پانچ پشتوں کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک ہی جدِ امجد کی اولاد ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قریش میں بہت معزز اور مالدار تھے۔ اور آپ کا شمار اپنی قوم کے رؤسا میں ہوتا تھا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام سے کون واقف نہیں۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی زوجہ مبارک تھیں۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔

Marfat.com

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں بیٹھے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے، اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سُنا، تو جس طرح بیٹھے تھے۔ اسی حالت میں فورًا اُٹھے اور جا کر اُن سے بیعت کی۔ اور پھر واپس آنے کے لئے گھر سے کپڑے طلب کئے۔ لوگوں نے عرض کی کہ" آپ نے اس قدر عجلت کیوں کی کہ باہر جانے کے کپڑے بھی مکمل نہ پہنے"؟ تو آپ نے فرمایا" مجھے خیال ہوا کہ میرے بھائی ابوبکر یہ نہ کہیں کہ علی نے بیعت کرنے میں دیر لگائی"

وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر شریف تریسٹھ سال تھی۔ ایک اور روایت کے مطابق پینسٹھ سال تھی۔ اور آپ کی خلافت کی مدت دو سال چھ ماہ، اور دوسری روایت میں یہ مدت دو سال دو ماہ تچیس دن ہے۔ آخر عمر میں آپ نے خلافت کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نامزد فرمایا۔ واصل حق ہونے کے بعد آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کا شرف عطا ہوا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ کی اس تقرری سے پہلے سب نے اتفاق رائے کیا۔ آپ کی کنیت ابو حفظ ہے۔ آپ کا نسب نو پشتوں کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا ملتا ہے۔ یعنی آپ کی والدہ ماجدہ بھی قریش سے تھیں۔ آپ اکابر و اشراف قریش میں سے تھے۔

Marfat.com

ایامِ جاہلیت میں قریش کی سرداری اور اصلاح کاری کا شرف آپ کو حاصل تھا۔ یعنی جب کسی دوسرے قبیلے کے ساتھ قبیلۂ قریش کا لڑائی جھگڑا ہوتا تو صلاح کاری کے لئے حضرت فاروق أعظم رضی اللہ عنہ کو بھیجا جاتا تھا۔ اور فریقین اس بات پر فخر کرتے تھے کہ فاروق أعظم ثالث ہیں۔
آپ نبوت کے آٹھویں سال مشرف بہ اسلام ہوئے، جس سے اہلِ اسلام کو بے حد قوت حاصل ہوئی۔ اور آپ نے علی الاعلان فرمایا کہ: "اب نماز خانۂ کعبہ شریف میں ہوگی۔ عمر دیکھے گا کہ کون روکنے والا ہے۔"
آپ کا دبدبہ اور جاہ و جلال اتنا تھا کہ کسی کو روکنے کی ہمت نہ ہوئی۔
آپ رضی اللہ عنہ کے کمالات و خوارق عادات بہت ہیں یہاں ان سب کا بیان کرنا مقصود نہیں۔ یہ جو کچھ بیان کیا جا رہا ہے، یہ صرف تعارف ہے۔ آپ کی فضیلت کا اس سے اندازہ کرلیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جو بارہ اماموں میں سے ایک ہیں۔ جن کو شیعہ بھی بہت مانتے ہیں، فرمایا کرتے تھے کہ" میں اُس شخص سے بیزار ہوں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نیکی کے بغیر یاد کرتا ہے۔ کیونکہ یہ حضرات قدم قدم پر رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے تھے۔"
آپ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک ہزار چھیاسی شہر مع ان کے مال و متاع و باشندگان کے فتح ہوئے، چار مساجد تعمیر

Marfat.com

ہوئیں۔ اور جمعہ کی نماز کے لیے نو سو منبر تعمیر ہوئے۔ اور یہ امیرالمومنین کے لقب سے سب سے پہلے آپ ہی ملقب ہوئے۔ آپ کی خلافت کی مدت دس سال اور چند ماہ تھی۔ آپ کو یہ شرف حاصل تھا کہ آپ کی ایک صاحبزادی جن کا اسم شریف حفصہ تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے تھیں۔ اور آپ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپ کی دوسری بیوی اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی تھیں۔ یعنی آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خُسر تھے، اور مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے داماد بھی تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا وصال یوں ہوا کہ ایک ملعون شخص ابولولو المعروف فیروز نے آپ پر خنجر کا وار کیا۔ تین دن بعد آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مُبارک میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو کون نہیں جانتا، جو عاشق رسُول تھے۔ اور مقبولِ معظم بھی تھے۔ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں فوت ہوئے۔

تیسرے خلیفہ امیرالمومنین حضرت عثمان بن عفان مقرر ہوئے۔ آپ کی کنیت زمانۂ جاہلیت میں ابوعمر تھی۔ اسلام سے مشرف ہونے

Marfat.com

کے بعد آپ کو ابو عبداللہ کہتے تھے۔ آپ کا نسب۔ حضرت عبد مناف یعنی نسب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ کا شمار قریش کے سرداروں اور بنی اُمیہ کے مقتدر لوگوں میں ہوتا تھا۔ آپ بنی امیہ کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے ہاں مال و دولت کی کثرت تھی اور بڑی قدر و منزلت رکھتے تھے۔ آپ اپنے خویش و اقربا کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے تھے۔ آپ علم و حیا اور حق تعالیٰ کے ساتھ تقویٰ، عبادت و سخاوت اور مال کے خرچ کرنے میں مشہور تھے۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیاں۔ یکے بعد دیگرے آپ کے عقد میں دیں، لیکن ان دونوں میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کتنی محبت کرتے تھے۔ کتنا چاہتے تھے انہیں، اس کا اس سے اندازہ لگائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی، تو میں عثمان کے عقد میں دیتا۔"

آپ رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک عجیب واقعہ ہوا۔ مہرِ نبوت جس پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کندہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس

Marfat.com

تھی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے یہ مہرِ نبوت امیرالمومنین کے حوالے کر دی۔ آپ کے بعد یہ مہر شریف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی۔ جب ان پر مرض الموت طاری ہوئی تو انہوں نے یہ مُہرِ نبوت حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر کے حکم دیا کہ جو شخص خلافت پر مامور ہو، اس کے حوالے کر دی جائے۔ حضرت حفصہ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات میں سے تھیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ چنانچہ حضرت حفصہ نے یہ مُہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا تھا۔ ایک دن اس کنوئیں کے کنارے بیٹھے تھے اور مُہرِ نبوت کو اُنگلی سے اُتار کر دوسری اُنگلی پہ چڑھا رہے تھے کہ اچانک وہ کنوئیں کے اندر گر گئی۔ اس سے آپ بے قرار ہو گئے۔ کنوئیں کا تمام پانی باہر نکلوا کر تلاش کیا، لیکن ناکام رہے۔ اس کے بعد مُہرِ نبوت ہمیشہ کے لئے گم ہو گئی اور کسی شخص کو نہ ملی۔ اور اسی دن سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مختلف حوادث، فتنہ و فساد جیسی سب چیزوں کے دروازے کھل گئے۔ حضرت ذوالنورین کے قلب پر بے حد رنج و ملال طاری ہوا۔

جیسا کہ مختلف موقعوں پر بیان کیا جا چکا ہے کہ جب حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام مخلوق خدا کو دی تو بُت پرستوں کے ہاں ماتم ہوگیا۔ یہودی اور عیسائی قبائل پریشان ہو گئے ۔ ایرانی پریشان ہو گئے۔ ان میں سب سے زیادہ خطرناک یہودی تھے ۔ یہ پڑھے لکھے بھی خوب تھے اور ان کے ماں باپ، یعنی سب کچھ پیسہ ہی تھا۔ عیسائی اور یہودی اس فکر میں لگ گئے کہ اسلام کو کیسے ختم کیا جائے۔ چنانچہ ان لوگوں نے بظاہر تو اسلام قبول کیا، مگر اسلام کو قبول کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اندر گھس کر مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلا دیں، ان کے دلوں میں تفرقہ، نفرت اور لڑائی اور جھگڑے پیدا کر دیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بنو امیہ میں سے تھے۔ مختلف جگہوں پر جو گورنر یا عامل تھے۔ وہ اپنی قابلیت، اہلیت، یا صلاحیت کے مطابق اپنے عہدوں کے پورے پورے حق دار تھے۔ بس اتنی بات تھی کہ ان میں سے کچھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رشتے دار تھے۔

ایک بہت بڑا منافق یہودی، جو مسلمان ہوا تھا اور جس کا نام عبداللہ بن سباح تھا، اس نے سازش کی کہ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رشتے دار گورنر یا عامل تھے، ان پہ جھوٹے الزام اور بہتان باندھ کر، خود ہی جعلی چٹھیاں اور شکایتیں بنا کر خلیفۃ المومنین کے پاس بھیجیں۔ اب بات تو چھپتی نہیں۔ جب یہ شکایتیں آنی شروع

Marfat.com

ہوگئیں، تو دوسرے صحابہ کرام کے بھی نوٹس میں آئیں۔ تحقیق کرنے کی بجائے ان کی طبیعت مکدّر ہونا شروع ہوئی۔ وہ اس چیز کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اُن کی طرف سے دبی زبان سے آواز اُٹھنا شروع ہوگئی کہ ان کے بداعمالیوں کے بارے میں ان گورنروں کا احتساب کیا جائے اور انہیں سزا دی جائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک تحقیقاتی ٹیم مقرر کر کے صحیح صورت حال معلوم کرنے کے لئے بھیج دی۔ انہوں نے آ کے رپورٹ دی کہ یہ سب سازش ہے اور شکایت کنندگان نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم نے تو کوئی ایسی شکایت نہیں لکھیں۔

لیکن عبداللہ بن سباح کو کافی ٹائم مل گیا تھا۔ وہ اندر ہی اندر دراڑیں پیدا کر چکا تھا۔ ہر ملک میں اس نے کافی باغی تیار کرا دیئے تھے۔ اور نکتہ ان کو یہی سمجھایا تھا کہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کوئی رعایت نہیں ہونی چاہیئے۔ جو بدکردار ہے۔ بُرا ہے اس کو سزا ملنی چاہیئے۔ پھر ان کو بھڑکایا کہ ان کے خلاف کارروائی اس لئے نہیں ہوتی کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رشتے دار ہیں۔ بس اسی چیز نے اندر ہی اندر لوگوں کو بدگمان کر دیا۔

اب مختلف جگہوں سے مدینہ شریف میں تین مسلح گروہ پہنچ چکے تھے۔ مدینہ شریف جانے سے پہلے یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

Marfat.com

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ربیبہ رضی اللہ عنہ سے اور اپنی خدمات پیش کیں۔ یہ وفد جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کہنے لگے کہ "آپ کا خط ملا تھا۔ اس لئے ہم حاضر ہو گئے ہیں۔ آپ جس طرح کہیں ہم حکم کی تعمیل کرنے کو تیار ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دریافت فرمایا کہ "کون سا خط" انہوں نے کہا کہ "وہ جو آپ نے ہمارے پاس بھیجا ہے" آپ نے فرمایا کہ "میں نے تو کوئی خط نہیں بھیجا ہے" یہ سُن کر وہ لوگ ایک دوسرے کا مُنہ دیکھنے لگے۔

اسی طرح جب وہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ چنانچہ یہ لوگ پریشان ہو کر واپس باغیوں کے کیمپ میں چلے گئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ لیکن چونکہ باغیوں میں ایسے لوگ بھی تھے جن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ذاتی رنجشیں تھیں، اس لئے وہ نہیں مانے۔ اس قسم کے لوگوں کو بھی عبداللہ بن سباح نے اپنی جماعت میں شامل کر لیا تھا۔ اصولاً تو بات ختم ہونی چاہیئے تھی، لیکن یہ ایک سازش تھی اس یہودی خبیث کی۔

اب فیصلہ انہوں نے یہ کیا کہ " خواہ کچھ بھی ہو ہم تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے دم لیں گے" اس کے بعد یہ کئی

Marfat.com

ہزار باغی مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے۔ چونکہ وہاں کوئی فوج نہیں تھی، وہ سارے شہر میں چھا گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کہنے کے مطابق بعض گورنروں کی برطرفی کا حکم بھی دے دیا گیا۔ مصر کے عامر کی بجائے محمد بن ابوبکر کو مقرر کیا۔ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پروردہ تھے۔ اور مصر کے والی کی طرف اسی قسم کا حکم نامہ لکھ کر بھیج دیا۔ بات بڑھ گئی۔ معاملہ عجیب صورت اختیار کر گیا کیونکہ اس سازش کا بانی مبانی عبداللہ بن سباح تھا۔

باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصر کر لیا۔ تفصیلات میں جانا اس وقت مشکل ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ محاصر کی مدت چھ ماہ تھی۔ بعض نے دو مہینے آٹھ دن یا ۴۹ دن کہی اور بعض نے چالیس دن۔

مولائے کائنات نے اپنے صاحبزادگان حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت قمبر رضی اللہ عنہ کو ایک ایک کثیر جماعت کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے آدمیوں کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا، تاکہ مدد کریں۔

Marfat.com

باغیوں کے قلوب پر اتنی سیاہی چھائی ہوئی تھی اور ان میں زندیقی اور گمراہی اتنی تھی کہ محمد بن ابوبکر نے آکر آپ کی ریش مبارک پکڑ لی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے بیٹے! اگر تیرا باپ زندہ ہوتا۔ تو اس داڑھی کا وہ بھی شرم کرتے۔" اس پر وہ شرمندہ ہوا اور چپکے سے باہر چلا گیا۔

اس کے بعد ایک اور خبیث چھوٹے قد کا، جس کا نام روان بن سرقان تھا۔ خنجر تھام کر آپ کے سر پر پہنچا اور آپ کو شہید کر ڈالا۔ آپ کے خون کے قطرے قرآن مجید پر جا پڑے۔ آپ اس وقت سورہ بقرہ کی اس آیت شریف کی تلاوت کر رہے تھے۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

(کافی ہو جائے گا آپ کو ان کے مقابلے میں اللہ
اور وہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔)

آپ کی رُوحِ مبارک روضۂ رضوان میں جا پہنچی۔ آپ کی خلافت کی مدت پندرہ سال گیارہ ماہ اور اٹھارہ دن رہی اور آپ کی عمر شریف نوّے سال تھی۔ آپ جنت البقیع میں دفن ہوئے اور یوں یہ باب بھی ختم ہوا۔

چوتھے خلیفۃ المومنین، مولائے کائنات، فخر العجائب والغرائب اسد اللہ غالب، سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔ آپ شیرِ خدا

Marfat.com

کے لقب سے ملقب تھے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر، تمام صوفیانِ اہلِ صفا کے پیشوا، عشق و بلا کو سر پر اُٹھانے والے امام المشارق والمغارب، امیرالمومنین علی ابنِ ابی طالب، ابن عبدالمطلب ابن ھاشم، ابنِ عبد مناف تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ھاشم تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی عجیب ہی شان ہے۔ آپ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی اور شہادت مسجد میں ہوئی۔ یہ سعادت ازل سے ابد تک کسی بشر کو نصیب ہوئی اور نہ ہوگی۔

آپ کا ذکر کرنے سے پہلے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ دو گروہوں کا ذکر کر دیا جائے۔ ہوسکتا ہے کہ کہیں آگے چل کر اس کے بارے میں بھی جاننے کی ضرورت پیش آئے۔ ایک تو آپ نے سُنا ہوگا۔ "عشرہ مبشرہ" ان کے جنتی ہونے کی بشارت قرآن میں دی گئی ہے۔ یعنی یہ دس صحابہ کرام ہیں جن کے قرآن مجید میں بہشتی ہونے کی بشارت آئی ہے۔ ان کے صرف نام ہی بتلائے جارہے ہیں۔ بطورِ تبرک۔ حالات بیان کرنے سے بیان طویل ہو جائے گا۔

عشرہ مبشرہ میں پہلے چار صحابہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ پانچویں صحابی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف،

Marfat.com

حضرت طلحہ بن عبیدہ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعد بن زید۔ اور پھر حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

یہاں یہ ذکر ضرور کر دُوں کہ شیعہ صاحبان کے نزدیک یہ بھی ''مَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ'' ہیں۔ آپ نے کبھی نوٹ نہیں کیا کہ شیعہ صرف شیعوں کو مومنین سمجھتے ہیں اور یہ ایک دوسرے کو لکھتے بھی مومنین ہیں۔ اور پھر جب ان کی مجلس وغیرہ ہو تو لکھتے ہیں'' مومنین کو دعوت دی جاتی ہے ''۔ باقی آپ سمجھ لیں کہ کس کیٹگری میں آتے ہیں۔

دوسرا ایک اور گروہ ہے جس کا شاید کہیں ذکر آجائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ جماعت بڑی عزیز ترین تھی۔ اس کو اصحابِ صُفّہ کہتے تھے۔ اصحابِ صُفّہ مدینہ منوّرہ میں ایک ایسی جماعت تھی جو فقر و زہد، توکّل و صبر میں مستقیم تھی۔ اور ان میں کوئی شخص روزی کمانے کا کسب نہیں کرتا تھا۔ ایک چبوترا تھا جس کی نسبت سے یہ اصحابِ صُفّہ کہلائے۔ وہ بس وہاں رہتے تھے۔ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے کمال اعتقاد و اخلاص تھا۔ ان کے کھانے پینے کے تمام اخراجات حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ذمّے لئے ہوئے تھے۔ یہ دراصل فقیروں کا گروہ تھا۔ ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعضوں کے

Marfat.com

نزدیک چالیس ہے۔ بعضوں کے نزدیک چار سو ہے۔ کہیں پر صرف چونتیس کے حالات درج ہیں۔ یہ لوگ تارک الدنیا تھے اور ہر چیز سے آزاد تھے۔

تو ذکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہو رہا تھا۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ اور آپ کے القاب امیرالمومنین، امام المسلمین مرتضیٰ، اسداللہ اور ولی اللہ تھے۔ آپ نے تین دن تک اپنی والدہ محترمہ کا دودھ نوش نہیں فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ آپ نے انہیں اپنی گود میں اٹھا کر اپنا منہ آپ کے منہ پر رکھا اور اپنی زبانِ وحدت بیان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے منہ میں دے دی۔ آپ کافی دیر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک چوستے رہے اور لعابِ دہنِ نبوی جو سرچشمہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ہے اس کا شربتِ حیات، ظاہری اور باطنی پیتے رہے، جس کا ظہور بعد میں ہوا۔

جب آپ پانچ سال کے تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو لے گئے، اور خود آپ کی تربیت فرماتے رہے۔ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی تو اس وقت آپ دس سال کے تھے۔ اور آپ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس طرح بچوں میں آپ سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ بارہ اماموں میں سے یہ امام اوّل تھے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”میرے بعد بارہ امام میرے خلیفہ ہوں گے۔“ دوسری جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ ہر معاملے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مشورہ کرتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے مشیر تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ”اگر علی نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا۔“

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یہاں ایک نکتہ بیان کر دیا جائے تو فائدہ مند رہے گا۔ غلط العام میں یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں کہ جو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کے پیرو ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ جو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یعنی ان چاروں اماموں کی فقہ کی پیروی کرتا ہے، ان کی فقہ کو مانتا ہے، یہ سب اہل سنت والجماعت کہلاتا ہے۔ ان میں کسی بھی قسم کا آپس میں بنیادی اختلاف نہیں ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ آج کے دور میں عقائد کا اس قدر ستیاناس ہوا ہے کہ سب ہی اماموں کے ماننے والے جو ہیں، ماسوائے چند خوش نصیبوں کے ان کے عقائد ناقص ہو گئے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کسی ایک سے ہم تک اتنا علم نہیں پہنچا۔

Marfat.com

جتنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پہنچا۔

یہاں ایک واقعہ بھی بیان کر دیا جائے تو بہتر ہے۔ طائف کے محاصرے کے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے طلب فرمایا، اور دیر تک اُن کو راز کی باتیں بتلاتے رہے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم، آپ نے اپنے چچازاد بھائی سے لمبے لمبے راز بیان فرمائے ہیں۔ یہاں یہ بھی بتا دیا جائے کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت ابوطالب کے فرزند اور حضرت ابوطالب، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے چچا تھے۔ یوں اس نسبت سے آپ، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بھائی بھی تھے اور داماد بھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں سے فرمایا کہ میں نے ان سے راز بیان نہیں کئے بلکہ حق تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کو ان رموز سے آگاہ کروں۔

ایک دن سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا (جذب کے عالم میں) کہ پوچھو مجھ سے اگر پوچھنا چاہو۔ میرے قلب میں بے شمار علوم ہیں۔ اور پھر اس کی وضاحت یوں کی یہ سب علوم اس لعاب دہن کی برکت سے ہیں جو میری ولادت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے میرے منہ میں دیئے۔

یہاں یہ ذکر کر دیا جائے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت

Marfat.com

خانہ کعبہ شریف میں ہوئی۔ آپ نے تین دن تک آنکھ نہ کھولی اور نہ اپنی والدہ کا دودھ پیا۔ اس سے آپ کی والدہ محترمہ سخت پریشان ہو گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے جب ان کو اپنی گود میں لیا تو انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ یعنی اس دنیا میں آنے کے بعد اگر آپ نے کسی چیز کو دیکھا یا اس کی زیارت کی، تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخِ انور کی زیارت تھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ ان کے منہ کے ساتھ لگالیا، اور اپنی زبان ان کے منہ میں دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس زبان کو چوستے رہے اور جو بھی لعاب تھا وہاں سے وہ ان کے اندر اترتا گیا۔

ہم آپ کے لئے یعنی ظاہر بین کے لئے وہ لعاب دہن ہی ہے۔ مگر آپ دیکھیں یہ لعاب کس کا تھا، جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے کہا "اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ نہ ہوتے تو میں جہانوں کو پیدا نہ کرتا" وہ لعاب دہن نہ تھا، بلکہ علوم باطنی کا سمندر تھا، جو آپ رضی اللہ عنہ کے سینۂ انور میں اتارا جارہا تھا۔

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم، ام سلمیٰ کے گھر تشریف فرما تھے تو حضرت جبرائیل نے آکے کہا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اہل بیت رسول کی ساری ناپاکی دور کر کے نہایت پاک وصاف کرے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے برابر بٹھا کر، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اُن کے پیچھے بٹھایا۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایک ران پر اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دوسری ران پر بٹھا دیا۔ ایک گودڑی یا عبا، جس کا رنگ سیاہ تھا اور اس پر سفید لکیریں تھیں۔ آپ نے وہ عبا اپنے، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سر پر پھیلا دی۔ اور پھر یہ دُعا مانگی: یاالٰہ العالمین! یہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اپنی رحمتیں اور برکتیں ان پر نازل فرما۔ بیشک تو سب صفات اور بزرگی کا مالک ہے۔

یہاں ایک چیز کا ذکر کر دیا جائے۔ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مبارکہ تھیں۔ آپ نے اس عبا یعنی گودڑی کا ایک کونا اٹھایا اور چاہا کہ وہ بھی اس کے نیچے ہو جائیں اور اپنے آپ کو ان سے متصل کر دیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبا کو اُن سے کھینچ لیا اور فرمایا۔ تُو نیکوں میں سے ہے لیکن یہ میرے اہلِ بیت ہیں اور یہ خاص مرتبہ ہے۔

انہی کو پنجتن پاک کہا جاتا ہے۔ پنجتن پاک ایسے وجود

Marfat.com

ہیں آئے کہ حضرت جبرائیل نے کسی چھٹے کو آنے کی خبر نہ دی۔ ان کو پنجتن بھی کہتے ہیں اور اہلِ عبا بھی، کیونکہ یہ اس گودڑی کے نیچے آئے تھے۔ ان کے کمالات ظاہر و باطن میں نہیں سماسکتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے: "اے علی تم میرے نزدیک اس طرح ہو جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ ہارون نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" پھر فرمایا "علی میرے خلیفہ ہیں تم پر، میری زندگی میں اور میرے بعد۔ پس جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی اس نے کفر کیا۔"

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا، تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے گوشۂ قناعت اور ریاضت کو اختیار کیا۔ آپ کے اندر ایک عظیم معرفت و ولایت کی قوّت تھی۔ اس قوّت کے زور سے ظاہری اور باطنی خواہشات کو ترک کیا اور گوشۂ نامرادی میں بیٹھ گئے، مخلوق پہ دروازہ بند کر کے۔ بس اس ذاتِ مطلق کی معرفت میں مشغول ہو گئے۔

ایک دن حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی وصیّت کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے بیوی بچوں کی فکر میں زیادہ محو نہ ہو جاؤ، کیونکہ اگر

Marfat.com

تیرے بچے اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں، تو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرتا، اور اگر وہ خدا کے دشمن ہیں تو خدا کے دشمنوں کی تجھے کیوں فکر ہے۔"

یہ اتنی بڑی بات ہے کہ اس کی اگر تشریح، توضیح اور تفسیر بیان کی جائے تو پوری ایک کتاب بن جائے، کیونکہ یہ معرفت کا سبق ہے۔ اور معرفتِ حق کے سبق میں ایک بہت بڑا سبق یہ ہے کہ جو اللہ کے سوا ہے، اس کو اپنے دل سے مٹا دو۔ یعنی غیر اللہ سے دلی تعلق نہ رکھو، ظاہری کاروبار اور زر دبیں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندگان کو جس طرح چاہتا ہے رکھتا ہے۔ بشرطیکہ یقین محکم ہو۔

مولائے کائنات سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ دُنیا میں پاکیزہ ترین شغل کیا ہے؟ (معلوم ہے کیا جواب دیا آپ نے، یہ جواب وہیں سے آسکتا ہے، جس دل میں، جس سینے میں بحرِ معرفت مُوجزن ہو)۔ آپ نے فرمایا: غنی القلوب باللہ، یعنی اللہ پر توکل کر کے دل کا غنی ہو جانا۔ جو دل حق تعالیٰ کے ساتھ وصل پا گیا، وہ دولت مند ہو گیا۔ دُنیا کی کمی اُسے مفلس نہیں بنا سکتی۔ اور دُنیا کا ہونا بھی اُسے کچھ نہیں کر سکتا، یعنی نہ وہ دُنیا کے ہونے سے خوش ہوتا ہے اور نہ نہ ہونے سے غمگین۔ اور اس کی حقیقت فقط تعلق باللہ

Marfat.com

سے میسر آتی ہے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا (یہاں یہ ذکر کر دوں کہ رمضان کا مہینہ تھا اور آپ روزے کی حالت میں شہید ہوئے۔ اس سے ایک روز پہلے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! کل روزہ میرے ساتھ افطار کرنا) تو آپ کی شہادت کے بعد خلیفۃ المسلمین کے انتخاب کا معاملہ درپیش آیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو ہر چیز کو چھوڑ کے اور کنارہ کش ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ اکابر مہاجرین وانصار اور ہر شہر اور ہر علاقے کے شرفا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ اُمت ایک امام، پیشوا اور خلیفہ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی، اور آج آپ سے بڑھ کر کوئی اس کا مستحق نہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کیا جواب دیا۔ جواب یہ تھا کہ "مجھے اس کی کوئی خواہش نہیں۔ جس شخص کو آپ اتفاق رائے سے اپنا خلیفہ مقرر کریں گے، میں اس کی بیعت کر لوں گا۔"

لوگ بیک آواز ہو کر بولے۔ جب تک آپ ہمارے درمیان ہیں، کیا کسی کو دم مارنے کی مجال ہے کہ خلافت کا دعویدار بنے۔ اس کے بعد مہاجرین وانصار کا ہجوم بڑھ گیا اور ان کا رونا اور گریہ زاری بھی حد سے بڑھ گئی، جو آپ سے دیکھا نہ گیا، چنانچہ آپ آخر کار راضی ہوئے۔

Marfat.com

اور پہلا شخص جس نے کھڑے ہو کر آپ سے بیعت کی وہ حضرت طلحہؓ ابن عبید اللہ تھے۔ اس کے بعد جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی، تو سب اکابر مہاجر و انصار اور عام خلقت نے بیعت کی۔ یہ جُمعہ کا دن تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چونکہ بنی اُمیہ سے تھے، اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بنی اُمیہ کے چند افراد کو بُلا بھیجا کہ وہ لوگ آئیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا دعویٰ دائر کریں اور قاتلوں کو ثابت کریں تاکہ ان کو قصاص کے طور پر قتل کیا جائے لیکن اس جماعت میں سے کوئی آدمی نہیں آیا۔ ان میں سے بعض لوگ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے اور بعض لوگ شام کی طرف گئے جہاں امیر معاویہ گورنر تھے۔ امیر معاویہ بنی اُمیہ سے تھا۔ بنی اُمیہ سے کسی نے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت نہ کی اور نہ ان کے سامنے حاضر ہوئے۔

اب یہودی جو تھے ان کو ایک اور موقع ملا فساد برپا کرنے کا۔ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے اکابرین کو مخاطب ہو کر دو ٹوک الفاظ میں فرمایا: اگرچہ میرے ساتھ آپ لوگوں نے بیعت کی ہے۔ لیکن میں آپ لوگوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں حد شرع سے تجاوز نہ کروں گا اور کسی سے رعایت نہ کروں گا۔ تمام امور کا فیصلہ جمہور کے مشورہ سے ہو گا اور

Marfat.com

اپنی ذات کے لئے بیت المال سے ایک درہم بھی نہیں لوں گا۔ لوگوں پر اپنے آپ کو ترجیح نہیں دوں گا۔ بلکہ ہر شخص کو رحمت اور مہربانی کی نظر سے دیکھوں گا۔ اور لوگوں کے درمیان فیصلے صرف کتاب اللہ، حدیث اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کروں گا۔

اس کے بعد فرمایا کہ مسجد کی طرف چلو۔ کیونکہ یہ معاملہ خفیہ طور پہ طے نہیں کیا گیا۔ وہاں منبر پر آپ نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس کی یہاں تفصیل بیان نہیں کی جاسکتی کیونکہ بیان طول پکڑ جائے گا۔

جب ہجرت کا چالیسواں سال شروع ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اکثر عجیب کیفیت میں ہوتے اور فراق آمیز باتیں کرتے۔ آخر ایک دن وہ آگیا جس کے بارے میں آپ اشارے دیتے آ رہے تھے۔ آپ نے اس روز حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو پاس بلایا اور وصیت فرمائی اور وہ امانت جو اُن کو حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی تھی۔ وہ خاموشی سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی۔

بس اسی روز آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ آپ تمام رات عبادت اور شوق حضور میں جاگتے رہے۔ صبح کے اول وقت

Marfat.com

میں وضو فرمایا۔ اور مسجد میں جاکر نماز میں مشغول ہو گئے۔ نماز کی حالت میں ایک خبیث ملعون شخص ابنِ ملجم نے زہر آلود تلوار کی ضرب آپ کے سر مُبارک پر ماری جس سے مغز کٹ گیا۔

آپ نے قسم کھا کے فرمایا کہ شکر ہے کہ میں اپنے محبوب کے وصال سے مشرف ہوا۔ یعنی قید وجود سے رہائی پا کر دوست سے وصال ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ امامت کے فرائض ادا کر کے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھو۔

۱۹ ماہِ رمضان کو ابنِ ملجم نے آپ کو زخمی کیا اور ۲۱ تاریخ یعنی تین دن بعد آپ بارگاہِ رب العزت میں پیش ہوئے۔ آپ کی وصیت کے مطابق ایک مقام جس کا نام غرہ تھا اور جس کا آج کل نام نجف اشرف مشہور ہے، آپ کو وہاں دفن کیا گیا۔ آپ کی خلافت کی مُدت چار سال اور نو ماہ تھی۔ آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد آئمہ اہلِ بیت میں سے دوسرے امام، امام ابو محمد حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔ جن کو عرف عام میں امام حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ آپ کی پرورش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مُبارک میں ہوئی۔ اور اکثر اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سواری بن جاتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک

Marfat.com

بہترین خلائق یہ ہیں، اور ان کی دوستی باعث نجات۔ (غور سے سنو)
ان کی دوستی باعث نجات ہے۔ اور ان کے ساتھ دشمنی موجب ذلالت
اور گمراہی ہے۔ اس ضمن میں ایک حدیث بھی پیش کی جاتی ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے اہلِ بیت کی مثال نوح
کے سفینے کی سی ہے۔"

یہاں بتا دوں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام اپنی اُمت سے
ناراض ہوئے تو آپ کو ایک کشتی بنانے کے لئے حکم ہوا تاکہ جو اہلِ
ایمان اور ان کے اہلِ بیت ہیں ان کو اس کشتی میں سوار کر کے
سلامتی حاصل کریں۔ چنانچہ جو اس کشتی میں تھے، اور طوفانِ نوح
آیا، وہ زندہ... صحیح وسلامت رہے۔

اس حدیث کو دوبارہ بیان کرتا ہوں، مطلب واضح ہو جائے
گا۔ ارشاد ہے "میرے اہلِ بیت کی مثال نوح کے سفینے کی سی
ہے۔" طرح طرح کے فتنے جاگ اُٹھے تھے۔ چونکہ یہود و نصاریٰ اور
منافقین کوئی لمحہ خالی جانے نہ دیتے تھے۔ وہ دن رات لگے ہوئے
تھے کہ مُسلمانوں کے عقائد تباہ کئے جائیں۔ ان میں تفرقہ بازی پیدا
کی جائے۔ مختلف قسم کے نامعقول سوال اور نکتے اٹھا کر ان کے
دماغ کو اُلجھا دیا جائے۔ قدریہ فرقہ جو ہے وہ اٹھا، اور انہوں نے
گمراہ کُن عقائد پھیلانے شروع کئے۔ مسئلہ جبر و قدر کے بارے میں

Marfat.com

باتیں پھیلا دیں۔ جبر و قدر کیا ہے۔ یعنی کیا انسان مجبور ہے اپنے فعل میں یا نہیں؟

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ اس کا سننا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے عقائد کو بڑی تقویت پہنچتی ہے۔ دل میں نورانیت اور روح کو روحانیت حاصل ہوتی ہے۔ وہ خط یوں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اے ابن رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک۔ امّا بعد! پس آپ بنو ہاشم مثل چلنے والی کشتی کے گہرے سمندر ہیں۔ اور ستارگان کی طرح راہ دکھانے والے اندھیرے میں۔ لوگوں کو ہدایت دینے والے اور خلق کے امام ہیں۔ جو کوئی آپ کی مطابعت کرتا ہے ہدایت پاتا ہے۔ جس طرح لوگوں نے کشتیٔ نوح میں بیٹھ کر نجات حاصل کی۔

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے! آپ کا قدر و جبر کے متعلق کیا حکم ہے تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ کی روش اس معاملہ میں کیا ہے۔ آپ پیغمبر اسلام کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کا

Marfat.com

علم خدا کا علم ہے۔ اللہ آپ کا محافظ ہے اور آپ خلق خدا کے محافظ ہیں۔"

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس خط کا یوں جواب دیا۔

"یعنی آپ نے اپنی حیرت کے متعلق لکھا ہے اور ہماری اُمّت کے متعلق، اور مسئلہ قدر کے متعلق میری رائے دریافت کی ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ جو شخص خیر و شر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں سمجھتا کافر ہے اور جو شخص گناہ کو اللہ کے ساتھ منسوب کرتا ہے وہ فاجر ہے۔ یعنی تقدیر کا انکار مذہب قدر ہے، اور گناہ کو اللہ کے ساتھ منسوب کرنا مذہب جبر ہے۔ پس بندہ اپنے فعل میں اس قدر مختار ہے جس قدر اللہ عزوجل نے استطاعت دی ہے۔ اور ہمارا دین جبر و قدر کے درمیان ہے۔ یعنی تمام خیر و شر تقدیر الٰہی ہے۔ لیکن بندے اختیار کی وجہ سے موجود ہو جاتا ہے۔"

میری مراد اس خط سے قبل صرف ایک کلمہ تھا، لیکن پورا بیان کر دیا گیا۔ اس سلسلے میں جہاں آپ کے مناقب بیان ہو رہے ہیں، اگر اس واقعہ کا تذکرہ نہ کیا جائے تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی عظمتیں چھپی رہ جائیں۔

ایک دن آپ اپنے مکان کے دروازے پر تشریف رکھتے تھے۔ جنگل سے ایک اعرابی (اعرابی دیہاتی کو کہتے ہیں۔ نابلد،

Marfat.com

بندۂ نانزاشن جاہل قسم کا)۔ آیا اور آپ کو گالیاں دینے لگا کہ تو ایسا ہے۔ تیرا باپ ایسا ہے، تیری ماں ایسی ہے۔ آپ نے اُٹھ کر دریافت کیا کہ اے اعرابی، کیا تم بھوکے ہو، یا تمھیں کوئی اور تکلیف ہے۔ لیکن وہ اسی طرح مسلسل گالیاں دیتا رہا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے نوکر سے فرمایا کہ سونے چاندی کا ایک تھیلا لاکر اس کو دے دو۔ جب نوکر نے تھیلا دے دیا تو آپ نے فرمایا" اے اعرابی! معاف کرنا، کیوں کہ آج ہمارے گھر میں اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور تجھ سے کچھ چھپایا نہ رکھا۔ جب اعرابی نے یہ بات سُنی تو فوراً بول اُٹھا" اَشۡهَدُ اَنَّكَ اَبْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ" یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ میں آج اس جگہ صرف آپ کی عاجزی، انکساری اور اخلاق کو آزمانے آیا تھا۔ چونکہ یہ حقیقت ہے کہ مخلوق اگر آپ کی تعریف کرتی ہے، یا آپ کی مذمت کرتی ہے، تو تعریف اور مذمت آپ کے نزدیک یکساں ہیں۔ نہ اُس سے آپ خوش نہ اِس سے آپ رنجیدہ۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا، تو دوسرے دن آپ مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ چالیس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی۔ اس کے بعد آپ نے بارہ ہزار کا

Marfat.com

لشکر امیر معاویہ کے مقابلہ کے لئے شام کی طرف روانہ کیا۔ وہ شام کا گورنر تھا۔ امیہ خاندان میں سے تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عزیزوں میں سے تھا۔ اور آپ ہی نے اس کو گورنر مقرر کیا تھا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلافت کے معاملات چھ ماہ تک انجام دیتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے بارے میں فرمایا تھا کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک قائم رہے گی۔ اس کے بعد ملوکیت ہو جائے گی، بادشاہت ہو جائے گی۔ اس میں سے انتیس سال چھ ماہ کی مدت تک پہلے چار خلفاء حکمران رہے۔ اور چھ ماہ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پورے کئے۔

جب آپ نے دیکھا کہ امیر معاویہ طلب حکومت میں بے اختیار ہے اور اس معاملہ میں مسلمانوں کا خون ناحق بہے گا۔ تو آپ نے اس سے صلح کر کے حکومت اس کے حوالے کر دی اور خود مدینہ منورہ میں گوشہ نشیں ہو کر اللہ کی یاد میں مشغول ہو گئے۔

بنو امیہ والے جو تھے، جن کے دلوں میں بغض و حسد تھا، وہ سمجھتے تھے کہ جب تک حضرت امام عالی مقام حیات ہیں۔ کسی وقت بھی امیر معاویہ کی شہنشائیت کو یا ملوکیت کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے امام عالی مقام کی بیگم جو تھیں بدبخت گمراہ، جس

Marfat.com

کا نام غالباً خولہ تھا، اس کے ذریعے سے آپ کو زہر دلوایا گیا۔ وہ زہر اس قدر شدید تھا کہ آپ کے جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کے باہر نکلتے۔ جب بھی آپ اجابت کو جاتے، تو جگر کے ٹکڑے نکلتے۔ چنانچہ اسی زہر خورانی کے باعث آپ کا وصال ہو گیا۔

ادھر امیر معاویہ جو تھا، اس نے دس سال حکومت کی۔ جس کے بعد طاعون کے مرض میں مبتلا ہو کر اس نے دمشق میں وفات پائی۔

تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بارہ اماموں میں سے پہلے امام تھے۔ دوسرے امام حضرت حسن رضی اللہ عنہ عالی مقام تھے، جن کا یہ بیان تھا۔ اہلِ بیت میں سے تیسرے امام جو ہیں، وہ ابو عبداللہ حسینؓ شہیدِ کربلا بن علی ابنِ ابو طالب ہیں، جن کے بارے میں اب بیان کیا جائے گا۔ آپ کے بارے میں کچھ کہنا اب ضروری نہیں کیوں کہ ذکرِ شہادت کئی جگہ بیان کیا گیا۔ اور آپ کے بارے میں اب تشنگی نہیں۔

آپ کے مناقب بے شمار ہیں۔ ایک دن ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: "اے ابنِ رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مفلس ہوں، میرے بال بچے بہت ہیں، مجھے گزر اوقات چاہیئے" حضرت امام عالی مقام نے فرمایا: "بیٹھ جاؤ! کیوں کہ ہمارا

Marfat.com

رزق راستے ہیں سب۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ کسی نے دینار کے پانچ تھیلے آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ نے وہ پانچوں تھیلے اس کو دے دیئے اور معذرت کی کہ ہم تو اہل بلا ہیں۔ اور دُنیا کی تمام راحتوں سے ہم نے کنارہ کشی کی ہوئی ہے۔ ہم نے اپنی مُرادوں کو کم کر دیا۔

اسی طرح آپ کے کمالات، کرامات اور خوارق عادات بہت مشہور ہیں۔ جو کسی سے پوشیدہ نہ تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ پہ اپنی بے شمار نعمتوں کا نزول فرمائے۔

یزید پلید کا جو حشر ہوا وہ یہ کہ اس سے پہلے تو دین اسلام کی نعمت چھین لی گئی اور وہ کہنے لگا کہ میں دینِ محمدیؐ سے بیزار ہوں۔ اور عیسیٰ ابن مریم کے مذہب میں داخل ہو گیا ہوں، شراب کثرت سے پیتا تھا، بدکار تھا، سیاہ کار تھا۔ ایک دن شراب پی ہوئی تھی۔ رقص و مستی کی حالت میں چھت سے گر پڑا، اس کا مغز پھٹ گیا اور مر گیا۔ اس کی حکومت کُل تین سال اور آٹھ ماہ رہی۔

یزید کے بعد اس کا بیٹا معاویہ بن یزید تخت پر بیٹھا۔ اب غور کریں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکمتیں، قدرتیں اور اس کے کام اور یہ جو کارخانہ چل رہا ہے۔ یہ سب انسان کی عقل سے باہر ہے۔ یزید کا بیٹا معاویہ بن یزید تخت پر بیٹھا، لیکن چالیس دن کے بعد منبر پر آیا۔ اور

Marfat.com

جانتے ہیں آپ کہ اس نے کیا خطاب کیا؟ لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ میرے باپ نے اہلِ بیت پر ظلم کیا، خلافت اُن کا حق تھا۔ میں اس سے دست بردار ہوتا ہوں۔ یہ دیکھ کر بنی امیہ کے سب لوگ اس کے خلاف ہو گئے۔ اور اس بات پہ اتفاق کیا کہ اسے زہر دے کے جلد از جلد مار دیا جائے، ورنہ بنی امیہ میں سے یہ بادشاہت نکل جائے گی۔ چنانچہ اسے زہر دے کے ہلاک کر دیا گیا۔

اس کے بعد مروان بن حَکم کو تخت پہ بٹھایا گیا۔ یہ وہ شخص تھا جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں مردُود قرار دیا تھا۔ مروان نے یزید کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا، لیکن وہ کسی وجہ سے اس سے ناراض ہو گئی اور اسے قتل کروایا۔ مروان کے بعد عبدالملک بن مروان تخت پر بیٹھا۔

اب ذکر ہے امام عالی زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا۔ آپ آئمہ اہلِ بیت میں سے چوتھے امام تھے۔ آپ کا اسم شریف علی، کنیت ابو محمد اور ابو القاسم ہیں۔ آپ کے القاب زین العابدین، ذکی اور امین ہیں۔ لیکن مشہور آپ زین العابدین ہی سے تھے۔

آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے وقت دو سال

Marfat.com

کے تھے، اور جب کربلا کا واقعہ ہوا تو آپ کی عمر ۲۳ سال تھی۔ آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسند امامت پہ بیٹھے۔

حضرت محمد حنیفہ بن علی کرم اللہ وجہہ، جو آپ کے چچا تھے، نے آپ کی امامت کے بارے میں کچھ اختلاف کیا، حالانکہ حضرت محمد حنیفہ مولائے کائنات کے بڑے چہیتے بیٹے تھے۔ اور زھد و تقویٰ علم و عمل اور دانشمندی میں یگانۂ روزگار تھے۔ مولائے کائنات تمام کام انہی کے سپرد کرتے تھے۔

ایک منافق نے چاہا کہ ایک نکتہ اُٹھا کر فتنہ کھڑا کر دے۔ اس نے حضرت محمد حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما سے تو کوئی کام نہیں لیا جاتا اور سارے کام تم سے لئے جاتے ہیں۔ دراصل مولائے کائنات، حضرت محمد حنیفہ کو اپنا ہاتھ کہا کرتے تھے۔ اور حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی آنکھیں کہا کرتے تھے۔ اس لئے حضرت محمد حنیفہ رضی اللہ عنہ نے برجستہ کہنے والا کا منہ کالا کیا اور کہا: ٹھیک تو ہے، آنکھوں سے کام نہیں لیا جاتا، کام تو ہاتھوں سے لیا جاتا ہے۔ میں ان کے ہاتھ ہوں، کام تو میں نے ہی کرنا ہے۔ یہ سُن کر وہ شرمندہ ہو گیا۔

حضرت محمد حنیفہ رضی اللہ عنہ خانۂ کعبہ میں پڑے رہتے۔ اور یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ جب آپ نے امامت کے بارے

Marfat.com

میں اختلاف کیا، تو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم خانہ کعبہ میں حجر اسود کے قریب چلیں اور اس سے پوچھیں کہ امام زمان کون ہیں۔ تاکہ حقیقت حال دونوں پر واضح ہو جائے۔ پس دونوں نے حجر اسود کے پاس جا کر یہی سوال کیا۔ حجر اسود حرکت میں آیا۔ اور فصیح زبان سے کہنے لگا کہ امامت، امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد، علی بن حسین (رضی اللہ عنہما) کو پہنچ گئی، اور امام زمان زین العابدین ہیں۔ یہ کرامت دیکھ کر حضرت محمد حنیفہ، امام زین العابدین کی امامت کے قائل ہی نہیں ہوئے بلکہ ان کی محبت ان کے دل میں بہت ہی بڑھ گئی۔ آپ کی کرامات اور خوارق عادات اس قدر زیادہ ہیں کہ بیان میں نہیں آسکتیں۔ طوالت کا خطرہ ہے۔

آپ کی عمر ۵۷ سال تھی جب آپ نے وصال فرمایا۔ اس طرح آپ کی امامت کی مدت چوبیس سال ہوئی۔ آپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ کو بھی ولید بن عبدالملک نے زہر دلوایا۔ آپ جنت البقیع میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہیں۔

عزیزان من! اب ذکر آتا ہے آئمہ اہل بیت میں سے پانچویں امام کا۔ آپ دیکھیں کہ جن اماموں کا ذکر آتا جا رہا ہے، ہر ایک کی نظیر نہیں ملتی۔ اتنی روحانیت، اتنی نورانیت اور اتنی کرامات، آخر

Marfat.com

کیوں؟ پھر ادھر دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ" میں نے آپ کے اہل بیت سے ناپاکی کو دُور کر دیا" اور جانتے ہو۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو۔ عورتوں کو جو بیماری ہوتی ہے ہر مہینے۔ مصیبت میں جو مبتلا ہوتی ہیں۔ آپ اس سے پاک تھیں۔ چھوٹی سی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سینہ سے مُنہ لگا کے کہتے تھے:

"اے فاطمہؓ! تیرے اندر سے مجھے جنّت کی خوشبو آتی ہے"۔

درصل یہ وہ خاص نُور کے ٹکڑے تھے جو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اپنے حبیب کو تحفے کے طور پر دیئے تھے۔ جو ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ آج ان پہ شیعوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ سُنی کو غصہ کہ یہ جو پنجتن پاک ہیں یہ تو شیعوں کا معاملہ ہے اور ہمارا تو دین خطرے میں پڑ جائے گا۔ حالانکہ اس میں ہماری نجات ہے۔ ان سے محبت، محبت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

عزیزانِ من! ایک چھوٹا سا نکتہ سمجھ لو۔ وہ یہ کہ نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اللہ جل شانہ نے نماز میں ہمارے لئے درُود کو فرض کر دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا یہ مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آل پر بھی درُود بھیجنے کے لئے کہا ہے۔

پانچویں امام جو ہیں۔ اُن کو عرفِ عام میں امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ آپ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے

Marfat.com

ہیں۔ آپ کا اسم شریف مُحمّد۔ کُنیّت ابو جعفر اور القاب باقر، شاکر اور ھادی ہیں۔ مگر آپ مشہور امام باقر ہی ہوئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت آپ کی عُمر تین سال تھی۔ اور اپنے والد ماجد کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۳۸ سال تھی جب آپ مسند امامت پر متمکن ہوئے۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی بے شمار کرامات ہیں۔ ایک دن حبابہ رضی اللہ عنہا، حضرت امام رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ ہمارے پاس دیر سے کیوں آئی ہو۔ عرض کیا کہ میرے سر پر برص کی بیماری کی وجہ سے سفیدی ہو گئی ہے۔ اس سے میری خاطر اور طبیعت رنجیدہ رہتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے دکھاؤ۔ حبابہ نے سفید داغ دکھایا۔ حضرت امام عالی مقام نے جب اس نشان پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اسی وقت وہ اپنے اصلی رنگ پہ آگیا اور تمام بال بھی سیاہ ہو گئے۔

آپ کا وصال عبدالملک کے عہدِ حکومت میں ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۷۵ سال اور آپ کی امامت کی مُدت ۱۹ سال تھی آپ کا مدفن جنّت البقیع میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس ہے۔

عزیزانِ من! اب آئمہ اہلِ بیت سے چھٹے امام کا ذکر شریف

Marfat.com

ہے ۔ جو عُرف عام میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں ۔ آپ کا اسم مُبارک امام جعفر ۔ کنیت ابو عبداللہ ، ابو اسماعیل اور آپ کے القاب صادق ، صابر اور فاضل ہیں ۔ آپ کی عمر اپنے دادا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ۱۵ سال تھی ۔ ایک اور روایت بھی ہے کہ ۱۲ سال تھی ۔ آپ کی عمر اپنے والد ماجد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت ۳۴ سال تھی ۔ آپ مسندِ امامت پر متمکن ہوئے اور دُنیا کو زیورِ ہدایت سے منور فرمایا ۔ آپ کے کمالات اور خوارق کی دُور دُور تک شرق و غرب میں دُھوم مچ گئی ۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے علوم بہت ہیں مثلاً غابر ، مزبور ، نکل فی القلوب نکر فی الاسماع ، ہزار ال امر جعفر الامر مصحف فاطمہ وغیرہ ۔ جامع غابر وہ علم ہے جس کے مطابق مستقبل کے واقعات معلوم ہوتے ہیں مزبور وہ علم ہے جو گذشتہ واقعات کے متعلق ہوتا ہے ۔ نکل فی القلوب سے مُراد الہام ہے نکر فی الاسماع سے مُراد کلام ملائکہ ہے ۔ جن کی باتیں میں سُنتا ہوں اور اُن کی شکلوں کو نہیں دیکھتا ۔ جعفر امر وہ مقام ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار ہیں اور یہ اس وقت تک وہاں رہیں گے جب تک امام مہدی علیہ السلام کا ظہور نہیں ہوتا ۔

جعفر ابدیت بھی ایک ظرف ہے کہ جس میں حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی تورات ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل ، حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور اور تمام آسمانی کتابیں ہیں ۔ اور مصحف فاطمہ

Marfat.com

ایک کتاب ہے کہ جس میں ہر وہ چیز ہے کہ جس کا ظہور ہوتا ہے۔

حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں (یعنی لیث بن سعد) حج کے موسم میں عصر کی نماز پڑھ کر کوہ ابو رجیس پر چڑھ گیا۔ وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو کعبۃ اللہ کی طرف مُنہ کر کے کہہ رہا تھا" یارب، یااللہ، یاحیّ، یارحیم، یاارحم الرحمین" اس نے سات مرتبہ یہ کلمات اپنی زبان پہ دہرائے اور حق تعالیٰ سے پہننے کے لئے کپڑے اور کھانے کے لئے کوئی چیز طلب کی۔ تھوڑی دیر کے بعد انگوروں کا ایک تھال اور نئی چادریں اس کے سامنے ظاہر ہوگئیں حالانکہ وہ انگوروں کا موسم بھی نہیں تھا۔ جب انہوں نے ارادہ کیا کہ انگور کھائیں۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بھی اس میں آپ کا شریک ہوں۔ انہوں نے فرمایا آگے آؤ لیکن جمع نہ کرنا۔ پس میں نے ان کے ساتھ پیٹ بھر کے انگور کھائے لیکن اس تھال میں کچھ کمی واقع نہ ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا کہ ان دو چادروں میں سے جو پسند کرتے ہو لے لو۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

انہوں نے ایک چادر کا تہہ بند بنایا اور دوسری کو اوڑھ لیا۔ اور وہ جو دو پُرانی چادریں ان کے پاس تھیں وہ اٹھا کر روانہ ہو گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ راستے میں ایک آدمی ملا۔ اس

Marfat.com

نے پرانی چادریں ان سے لے لیں اور چلا گیا۔ میں نے اس آدمی سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ یہ امام جعفر بن محمد باقر ہیں۔ اس کے بعد میں نے انہیں بہت تلاش کیا لیکن کوئی پتہ نہ چلا۔

آپ کی اتنی کرامات ظاہر ہونا شروع ہو گئیں کہ دھوم مچ گئی۔

ایک دن آپ ایک کوچے میں جا رہے تھے کہ وہاں ایک عورت اپنے بال بچوں کے ساتھ بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ نے وجہ دریافت فرمائی۔ اس نے کہا میرے پاس ایک گائے تھی جس کے دودھ پر میرا اور میرے بال بچوں کا گزارہ تھا۔ اب وہ گائے مر گئی ہے۔ میں حیران و پریشان ہوں کہ کیا کروں۔ حضرت امام رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔ اپنا پاؤں گائے پر مارا اور آواز دی۔ گائے فوراً زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور چلنے لگی۔

ایک دن علی بن حمزہ رضی اللہ عنہ۔ امام عالی مقام کے ساتھ ایک خشک کھجور کے پاس کھڑے تھے۔ حضرت امام نے اس کی طرف دیکھ کر اپنے لبوں کو حرکت دی۔ فوراً وہ کھجور ہری بھری ہو گئی۔ پھل ظاہر ہوئے۔ پس ہم نے ان کے ساتھ تازہ کھجور کھائی۔ ان میں ایسی لذت تھی کہ میں نے اس سے پہلے ایسی کھجور کبھی نہیں کھائی تھی۔ وہاں ایک اعرابی بھی موجود تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا۔ میں نے اس قسم کا جادو کبھی نہیں دیکھا ہے۔ اس پر حضرت امام عالی مقام نے فرمایا کہ انبیاء کے وارث

Marfat.com

ہیں، ہم جادو نہیں جانتے، ہم دُعا کرتے ہیں اور حق تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ اگر تُو چاہتا ہے تو میں دُعا کروں کہ اللہ تعالیٰ تجھے مسخ کر دے اور کُتّا بنا دے۔ وہ ایک جاہل آدمی تھا۔ اس نے کہا اچھا دُعا کرو۔ امام عالی مقام نے دُعا کی۔ ابھی دُعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ آدمی فوراً کُتّا بن گیا اور گھر کی طرف بھاگا۔ گھر کے لوگوں نے اسے مار کر گھر سے بھگا دیا۔ اس کے بعد وہ کُتّا امام صاحب کے سامنے آیا، مٹی پر لوٹنے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ یہ دیکھ کر امام عالی مقام کو رحم آگیا۔ آپ نے دُعا کی اور وہ اپنی اصلی حالت میں آگیا۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ابوجعفر المنصور کے عہد میں رحلت فرمائی۔ آپ کے متعلق یہی مشہور ہے کہ خلیفۂ وقت نے آپ کو زہر دلوایا۔ کیونکہ آپ کی کرامات سرزد ہو رہی تھیں کہ لوگوں کا طوفان اُمڈ کر آ رہا تھا، جس کے باعث اس کو اپنی بادشاہت خطرے میں نظر آئی۔ چنانچہ آپ کی شہادت بھی زہر سے ہوئی۔ آپ کی عمر ۶۸ سال ہوئی اور آپ کی امامت کی مُدت ۳۴ سال ہوئی۔

اب آئمہ اہلِ بیت میں سے ساتویں امام کا ذکر شریف ہے۔ جن کو عرفِ عام میں حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ آپ کا اسم شریف موسیٰ، کُنیت ابوالحسن، ابوابراہیم اور ابوعلی تھیں۔ آپ میں بہت نرمی، حلم اور عاجزی تھی۔ چونکہ آپ غصے کو پی جاتے تھے۔ اتنا

Marfat.com

دبا لیتے کہ پی جاتے تھے، ابھرنے نہیں دیتے تھے۔ اس لئے آپ کا لقب کاظم ہوا۔ یعنی غصے کو پی جانے والا۔ آپ کو صابر، صالح اور امین کہا کرتے تھے۔ آپ کی عمر آپ کے والد ماجد کی وفات کے وقت بیس سال تھی کہ آپ مسندِ امامت پر متمکن ہوئے۔

آپ کی بھی بے شمار کرامات ہیں۔ ایک دن ایک آدمی آپ کی خدمت میں پیش ہوا اور پرندوں کی سی بولی میں آپ سے باتیں کرنے لگا۔ اس قسم کا کلام پہلے کسی نے نہ سُنا تھا۔ امام صاحب بھی اسی زبان میں اس کو جواب دیتے رہے۔ جب وہ چلا گیا تو لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ کون سی زبان ہے۔ فرمایا، یہ جنوں کے ایک فرقے کی زبان ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ امام وقت کو تمام مخلوقات کی زبان سکھا دیتا ہے۔ یہ تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں سورۂ بقرہ کی اس آیت کو یاد کرو "یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم عطا فرمایا۔

آپ شب بھر عبادت میں مشغول رہتے، اور صبح ہوتے ہی مکہ اور ارد گرد کے لوگ اتنے جمع ہو جاتے کہ ایک ہجوم کثیر ہو جاتا۔ ایک صاحب نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں، انہوں نے جواب دیا امام موسیٰ بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ عجیب غریب باتیں جو میں دیکھتا آیا ہوں، یہ ان سے بعید نہیں۔ آپ کے

Marfat.com

کمالات وحقائق اور آپ کی کرامات اس قدر ہیں کہ یہاں طوالت کے خطرے کے پیشِ نظر بیان نہیں ہو سکتیں۔

آپ نے خلیفہ ہارون رشید کے عہدِ حکومت میں اس دُنیا سے کوچ کیا۔ اس وقت آپ کی عمر پچپن سال اور آپ کی امامت کی مدت پینتیس سال تھی۔ آپ کے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے کہ اس وقت کے جو بادشاہ تھے، اپنے تخت کے خطرے کے وجہ سے، انہوں نے کسی طرح آپ کو زہر دلوا دیا اور اسی سے آپ کی شہادت ہوئی۔

عزیزانِ من! اب آئمہ اہلِ بیت میں سے آٹھویں امام کا ذکر شریف ہے، جن کو عرفِ عام میں حضرت موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ آپ کا اسم مُبارک علی تھا۔ کنیت ابوالحسن اور ابو محمد اور القاب رضا، مرتضیٰ، ضامن، صابر وغیرہ تھے۔ آپ کی عمر آپ کے والد ماجد کی وفات کے وقت تینتیس سال تھی۔ جب آپ مسندِ امامت پر بیٹھے۔

آپ سے بھی بے شمار کرامات سرزد ہوئیں۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ اتنی کرامات اہلِ بیت میں سے کسی سے نہیں ہوئی ہیں۔ ایک بُزرگ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اس مسجد میں تشریف فرما ہیں جہاں حاجی لوگ منزل کرتے ہیں۔ کھجوروں کا ایک

Marfat.com

تھال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑا ہے۔ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے سترہ کھجور کے دانے اٹھا کر ان کو عنایت کئے۔ انہوں نے اس خواب کی تعبیر یوں کی کہ سترہ سال اور زندہ رہوں گا۔ اس کے بیس دن کے بعد ایسا ہوا کہ امام علی رضا اسی مسجد میں تشریف لائے۔ یہ بزرگ بھی فوراً وہاں پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آپ اسی جگہ بیٹھے ہیں جہاں انہوں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھے دیکھا تھا۔ اور کھجوروں کا تھال بھی اسی طرح آپ کے سامنے پڑا ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے جواب دیا اور مجھے اپنے پاس طلب فرما کر سترّہ کھجوریں مجھے عنایت فرمائیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا ابنِ رسُول! (صلی اللہ علیہ وسلّم) میں اس سے زیادہ چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اس سے زیادہ دیتے، تو ہم بھی دے دیتے۔

آپ کے کشف کا یہ عالم تھا کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھ کر ایک دم یہ فرمایا کہ جو وصیّت کرنی ہے کر لے اور اس چیز کے لئے تیار ہو جا جس سے گریز نہیں۔ جس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ تین دن کے بعد وہ شخص مر گیا۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور سندھی زبان میں آپ کو سلام کیا۔ آپ نے اسی زبان میں جواب دیا

Marfat.com

اس کے بعد اس شخص نے امام صاحب سے سندھی میں سوال کیا اور اسی زبان میں جواب حاصل کیا۔ جاتے وقت اس نے عرض کیا کہ میں عربی نہیں جانتا، دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ عربی زبان کو مجھ پر آسان کر دے۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک اس کے لبوں پر مَلا۔ وہ فوراً عربی زبان بولنے لگا۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ جس ملک سے کوئی شخص بھی آپ کے پاس آتا۔ آپ اسی کی زبان میں اس سے بات کرتے۔ بلکہ اس سے زیادہ بہتر اس کی زبان بولتے تھے۔

آپ کی نظر ایسی کیمیا اثر تھی کہ بے شمار نابینوں کو اس سے بینائی حاصل ہوئی۔ برص جیسے امراض ایک لمحے میں دُور ہو جاتے۔ جب آپ کے کمالات اور کرامات کے چرچے شروع ہوئے اور خلیفہ مامون الرشید تک پہنچے تو اس کو یقین ہو گیا کہ خلافت کے مستحق حضرت امام صاحب ہیں۔ چنانچہ اس نے حضرت امام صاحب سے عرض کیا کہ میرے بعد آپ خلیفۂ وقت ہوں گے۔

لیکن آپ راضی نہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ ہمیں خلافت کی خواہش نہیں ہے۔ بہرحال، کافی گفت و شنید کے بعد خلیفہ نے آپ کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اس معاملے میں ہمارا علم ہمیں کوئی خبر نہیں دے رہا۔

آخر یہی ہوا۔ تمام عباسی لوگوں نے خلیفہ مامون الرشید کے پاس

Marfat.com

جمع ہو کر عرض کیا کہ یہ کیا غضب کر رہے ہیں۔ بادشاہت کو اپنے خاندان سے نکال رہے ہیں۔ وہ اس طرح مسلسل دباؤ ڈالتے رہے، اور خلیفہ کے کانوں میں زہر گھولتے رہے حتیٰ کہ خلیفہ کو ہم خیال بنا لیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ خلیفہ بھی آپ کی جان کے در پے ہو گیا، اور آپ کو زہر دلوا دیا۔ آپ کو چند زہر آلود انگور کھلوائے گئے۔ آپ کو معلوم ہو ہی گیا۔ چنانچہ آپ اپنے بیٹے محمد تقی کو، جو اس وقت سات سال کے تھے اور بغداد میں مقیم تھے، اپنی کرامت کے زور سے ایک گھڑی کے اندر بغداد سے طوس منتقل کرا دیا، اور وصیت کی کہ فلاں جگہ مٹی کھودنا، وہاں ایک پتھر ملے گا، مجھے اس پتھر کے نیچے دفن کر دینا۔ یوں آپ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

اب عزیزانِ من! اہلِ بیت میں سے نویں امام عالی مقام کا ذکر شریف ہے۔ آپ کا اسم مبارک محمد ہے۔ آپ کنیت اور نام میں حضرت امام محمد باقر سے مشابہت رکھتے تھے، اس لئے کہ کافی ملتے جلتے تھے، چنانچہ آپ کو ابو جعفر ثانی کہتے ہیں۔ آپ کے القاب تقی، جواد اور قانع ہیں۔ اپنے والدِ گرامی کی وفات کے وقت جب آپ مسندِ خلافت پر بیٹھے، تو اس وقت آپ کی عمر سات سال اور چند ماہ تھی۔

آپ کے بھی کمالات اور کرامات بے شمار ہیں، اور بچپن ہی

Marfat.com

سے ظاہر ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ اسی وجہ سے مامون الرشید جو خلیفۂ وقت تھا، آپ کا عاشق ہو گیا اور اس نے اپنی بیٹی کا عقد کر کے آپ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ ہر سال ہزاروں دینار آپ کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا۔

جب آپ کوفہ پہنچے تو آخری دن مسجد میں قیام فرمایا۔ مسجد کے صحن میں ایک درخت تھا جو ابھی بارآور نہیں ہوا تھا۔ یعنی ابھی اس میں پھل نہیں آیا تھا، آپ نے پانی کا کوزہ منگوا کر اس درخت کی جڑ میں وضو کیا اور پھر نماز میں مشغول ہو گئے۔ ایک گھڑی میں ہی اس درخت کے پھل نمودار ہو گئے۔ نہایت ہی تر و تازہ، شیریں اور بے دانہ۔ لوگ اس کا پھل تبرک کے طور پر لے جاتے تھے اور کھلاتے تھے۔

آپ کی عمر پچیس سال اور مدتِ امامت سترہ سال تھی۔ بعض مؤرخین کی رائے ہے کہ خلیفہ معتصم باللہ نے آپ کو زہر دلوایا جس کی وجہ سے آپ کی شہادت ہوئی۔

بس آپ دیکھیں گے کہ جھگڑا وہی ہے، تخت کا۔ یعنی جہاں تخت خطرے میں آتا محسوس ہوا، سب دین ایمان ختم ہوا۔

عزیزانِ من! اب ذکر شریف ہے ائمہ اہل بیت میں سے دسویں امام کا۔ آپ کا اسم مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام علی رضا سے مشابہہ ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو امام ابو الحسن ثانی کہتے

Marfat.com

ہیں۔ آپ کے القاب نقی، ہادی، عسکری، ناصح، متوکل اور مرتضٰی ہیں۔ لیکن آپ نقی کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں۔

امام ابوالحسن علی نقی کی عمر اپنے والدِ بزرگ کی وفات کے وقت چھ سال تھی کہ آپ مسندِ امامت پر بیٹھے۔ آپ سے بھی اس قدر کرامات صادر ہوئیں کہ بیان نہیں کی جاسکتیں۔ ایک شخص نے امام صاحب کی خدمت میں آکر شکایت کی کہ کوفہ کا قاضی مجھ پر ظلم کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا تین دن اور صبر کر۔ اور تین دن کے بعد وہ قاضی ملازمت سے معزول ہوگیا۔

ایک دفعہ ایک بازی گر ہندوستان سے بغداد آیا، اور خلیفہ کے سامنے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ خلیفہ نے اس سے کہا کہ اگر تو ایسا شعبدہ دکھائے کہ جس سے امام علی بن محمد نقی شرمندہ ہوجائیں، تو میں تمہیں ایک ہزار درہم انعام میں دوں گا۔ اس نے کہا کہ یہ تو کوئی خاص بات نہیں۔

جب امام نقیؑ خلیفہ کی مجلس میں تشریف لے آئے، تو وہ بازیگر امام صاحب کے پہلو میں آکے بیٹھ گیا اور اپنی بازیگری کرنے لگا۔ امام عالی مقام نے کوئی توجہ نہ فرمائی، مگر وہ باز نہ آیا۔ اب مجلس کے لوگوں نے بھی ہنسنا شروع کردیا۔ یہ دیکھ کر امام صاحب کو غصہ آگیا، مجلس میں ایک تصویر کدہ تھا، جس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ امام صاحب نے

Marfat.com

شیر کی تصویر کو حکم دیا کہ اس بازیگر کو پکڑ لو۔ چنانچہ وہ تصویر شیر مجسم بن گئی اور اس شیر نے بازیگر پر ایک جست لگائی اور اُسے پاؤں کے نیچے روند ڈالا۔ یہ دیکھ کر خلیفہ نے عرض کیا کہ مہربانی فرما کر اس کی جان بچا لیجئے۔ لیکن امام صاحب نہ مانے۔ شیر اس کو جان سے مار کر باہر چلا گیا جس کے بعد کسی نے اس کو نہ دیکھا۔

آپ کا وصال خلیفہ مستنصر بن متوکل کے عہدِ حکومت میں ہوا۔ آپ کے متعلق بھی یہی مشہور ہے کہ خلیفہ مستنصر نے امام معصوم کو زہر دلوا کر شہید کروایا۔ اس کو بھی خطرہ تھا کہ اس کا تخت اس کے ہاتھ سے نہ جائے۔

اب عزیزانِ من! ذکر شریف ہے گیارہویں امام کا۔ آپ کے نام اور آپ کی کنیت کی مشابہت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ہے۔ آپ کا اسم شریف امام ابو محمد حسین بن علی ہے۔ آپ کے القاب ذکی، عسکری خالد اور سرہ ہیں۔

آپ اپنے والد بزرگوار کی وفات کے وقت ۲۳ سال کے تھے۔ آپ کے کرامات و کمالات بھی بے شمار ہیں۔ محمد بن علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم غربت میں مبتلا ہو گئے۔ میرے والد نے کہا۔ آؤ امام محمد عسکری کی خدمت

Marfat.com

میں چلیں۔ اگر آپ ہمیں پانچ سو درہم دے دیں تو ہمارا کام بن جائے گا۔ جب ہم امام عسکریؑ کے دروازے پر پہنچے، تو قبل اس کے کہ ہم کسی سے بات کرتے۔ آپ کے غلام نے باہر آکر کہا کہ علی بن ابراہیم اور اُن کا لڑکا اندر آجائیں۔ جب ہم اندر گئے تو ہم نے سلام کیا۔ امام صاحب نے فرمایا۔ اے علی تجھے کس چیز نے روک رکھا تھا کہ آج تک ہمارے پاس نہیں آئے؟ میرے والد نے عرض کیا، میرے آقا مجھے شرم آتی تھی کہ اس حال میں آپ کے سامنے حاضر ہوں۔ خیر جب ہم رخصت ہوئے تو حضرت امام کے غلام نے باہر آکر میرے والد کے ہاتھ میں پانچ سو درہم کی تھیلی دی اور میرے ہاتھ میں تین سو درہم کی۔

اس نے کہا کہ اس رقم کا سامان خریدو، لیکن کوہستان کی طرف نہ جاؤ بلکہ فلاں جگہ جاؤ کیونکہ وہاں تم کو کافی نفع ہوگا۔ پس جس جگہ کا امام صاحب نے اشارہ فرمایا تھا، ہم وہاں گئے۔ وہاں میری شادی ہوگئی اور مجھے ایک ہزار دینار بھی ملے۔

آپ کی عمر ۲۹ سال ہوئی۔ آپ کی امامت کی مُدت سات سال ہوئی۔ ایک اور روایت کے مطابق یہ مدت چھ سال تھی۔

عزیزانِ من! اب ائمہ اہلِ بیت میں سے بارہویں امام عالی مقام کا ذکر خیر ہے۔ بارہویں امام اسم شریف اور کُنیت میں

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھنے تھے یعنی ابوالقاسم محمد بن حسن مہدی۔ آپ کے القاب مہدی، حجت، قائم المنصب، صاحب زمان، خاتم وغیرہ تھے۔ آپ کی عمر آپ کے والد کی وفات کے وقت پانچ سال تھی کہ آپ مسندِ امامت پر بیٹھے۔

جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت یحیٰ بن ذکریا علیہم السلام کو لڑکپن میں حکمت و کرامت عطا فرمائی تھی، اور حضرت عیسےٰ بن مریم علیہ السلام کو بچپن میں پیغمبری کے بلند مرتبہ پر فائز کیا تھا، اسی طرح حضرت امام کو بچپن میں امام بنایا۔

آپ کے کمالات و کرامات کا کیا کہنا۔ ان کے بیان کے لئے تو بہت سا وقت چاہیئے۔ ایک دفعہ خلیفہ معتمد نے دو آدمی بھیجے یہ کہہ کر کہ امام حسن مہدی فوت ہو گئے ہیں۔ جلدی ان کے گھر جاؤ، اور جو کوئی وہاں ملے، اس کا سر کاٹ کر میرے سامنے لاؤ۔ پس وہ دونوں جب اُن کے گھر میں داخل ہوئے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ درمیان میں ایک پردہ حائل ہو گیا۔ انہوں نے جب پردہ اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک دریا بہہ رہا ہے اور اس کی سطح پر مصلیٰ بچھا ہے ایک نہایت خوبصورت جوان کھڑا نماز پڑھ رہا ہے۔ یہ دونوں ان کے پاس گئے۔ لیکن انہوں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اس پر ان میں سے ایک نے یہ جسارت کی کہ ان کے قریب جا کر دیکھے۔

Marfat.com

جونہی وہ آگے بڑھا. دریا میں ڈوبنے لگا۔ دوسرے نے فوراً آگے بڑھ کر اُسے باہر نکال لیا۔ یہ دیکھ کر دونوں حیران ہوئے اور ان سے معذرت کرنے لگے کہ ہم خود نہیں آئے اور اپنے اختیار سے یہ گستاخی نہیں کی بلکہ حکم کے تحت آئے ہیں۔

غرضیکہ انہوں نے جس قدر بھی اظہارِ عجز کیا، انہوں نے ذرہ بھر توجہ نہ دی۔ اس کے بعد وہ دونوں خلیفہ معتمد کے پاس واپس گئے اور جا کر سارا ماجرا بیان کیا۔ خلیفہ بھی بہت حیرت زدہ اور خوف زدہ ہوا۔ اس نے حکم دیا کہ یہ واقعہ کسی سے نہ کہا جائے۔

پھر امام محمد بن مہدیؒ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ اور روایت یہ ہے کہ وہ ابدال میں داخل ہو گئے۔ اور پھر اس مرتبہ سے ترقی کر کے قطبِ اعلیٰ کے مرتبہ پہ پہنچے۔ اسی مرتبہ میں وفات پائی اور مدینہ منورہ میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے مرقد پہ ہمیشہ نُور کی بارش برسائے اور ان کے مقامات بلند فرمائے، اور ان کے صدقے میں ہم پہ بھی کرم فرمائے۔

آمین ثم آمین!

برحمتك یا ارحم الراحمین

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com